عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۸ تا ۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۴۴

عدلِ فاروقی

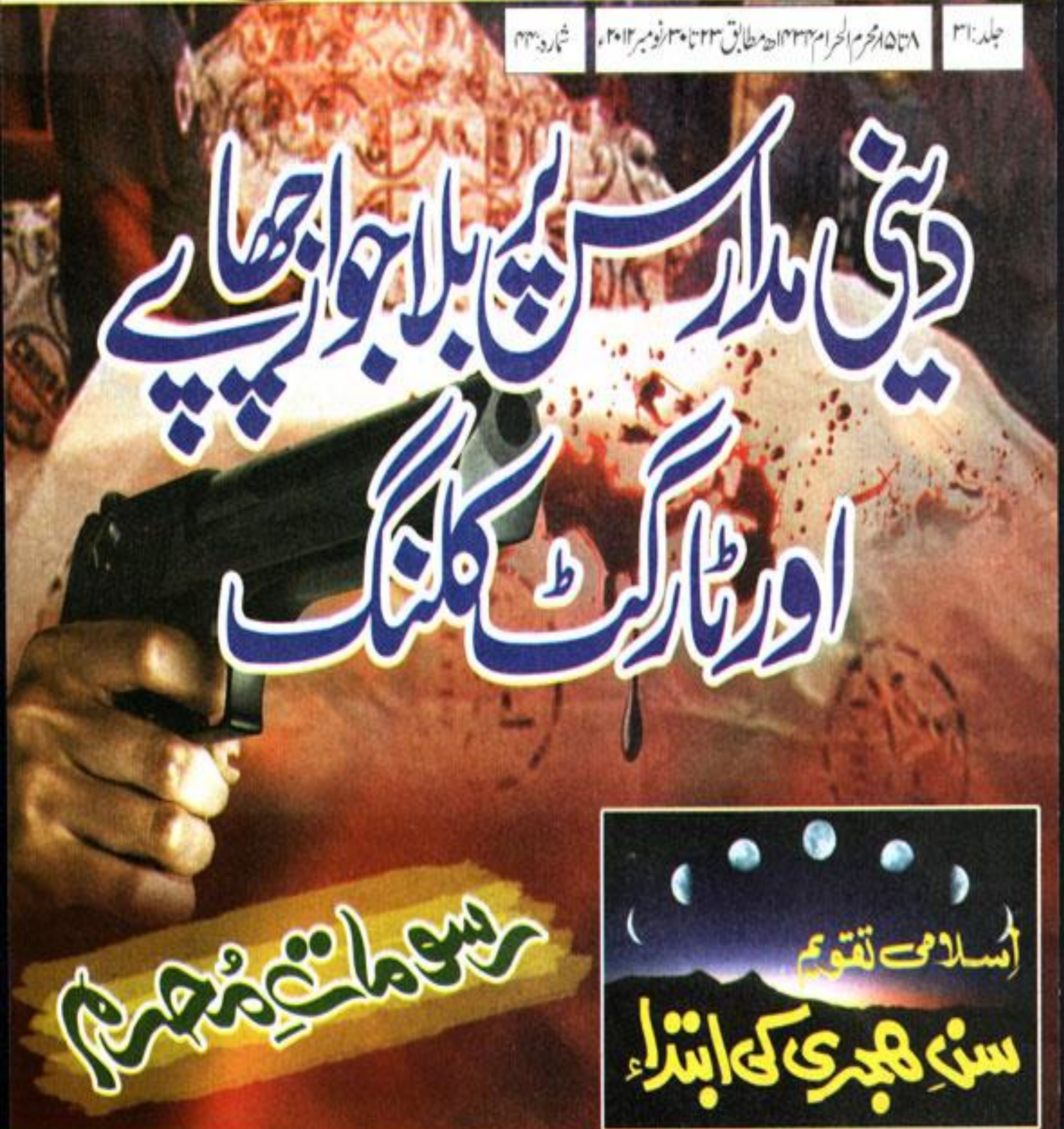

دینی مدارس پر بلا جواز چھاپے اور ٹارگٹ کلنگ

رسوماتِ محرم

اسلامی تقویم

سنِ ہجری کی ابتداء

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

دوسری شادی کے لئے بیوی کی اجازت

محمد اسلم قریشی، کراچی

س:......سوال حذف کردیا گیا۔

ج:......صورت مسئولہ میں سائل نے اپنی بیوی سے ازدواجی تعلق کی رغبت ختم ہونے کی کوئی وجہ ذکر نہیں کی ہے۔ اگر اس کی ظاہری کوئی وجہ ہو مثلاً تعلق نہ رکھنے کی شوہر نے قسم کھائی ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو وہ تحریر کی جائے، تب حتمی جواب دینا ممکن ہوگا اور اگر ظاہری کوئی وجہ نہ ہو، محض اتفاقی طور پر میاں بیوی کا ایک دوسرے کی طرف میلان طبع نہ ہونے کی بنیاد پر ایسا ہو رہا ہو تو اس صورت میں اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بلکہ حسب سابق ان کا نکاح بحال ہے۔

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا شرعاً لازم اور ضروری نہیں، اگر مرد میں دوسری شادی کرنے کی صلاحیت موجود ہو اور اس کو یہ یقین ہو کہ وہ دونوں بیویوں میں عدل وانصاف قائم رکھ سکے گا تو اس صورت میں اس کے لئے دوسری شادی کرنا شرعاً جائز ہے۔ البتہ اخلاق اور مروت کا تقاضا ہے کہ پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر ان کی خوشی اور رضامندی سے دوسری شادی کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تین طلاق کا شرعی حکم

شازیہ بلوچ، کراچی

س:...... میری شادی کو چار سال ہوئے، چار سال کے عرصے میں انہوں نے میرا سارا جہیز فروخت کردیا اور ظلم وتشدد بھی کرتے ہیں۔ ایک سال قبل انہوں نے کہا کہ میں آپ کو طلاق دیتا ہوں، فارغ کرتا ہوں۔ اس کے بعد بھی میں ان کے ساتھ رہی، مجھے تین بار طلاق زبانی دی تھی اور اب انہوں نے مجھے یہ تحریر لکھ کر دی ہے، اب اسلام کی روشنی میں آپ کیا کہتے ہیں کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہوں یا نہیں؟ شوہر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر سوال کے ساتھ منسلک ہے۔

ج:......بصورت مسئولہ اگر سائلہ کا بیان اور منسلکہ تحریر درست اور مبنی برحقیقت ہے تو اس صورت میں سائلہ پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اور یہ اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو چکی ہے، اب ان کا ایک ساتھ رہنا ناجائز اور حرام ہے۔ عدت گزرنے کے بعد یہ آزاد ہے، جہاں چاہے شادی کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روشن خیال گھرانے میں محنت

بنت رزاق، کراچی

س:...... جہاں میری شادی ہوئی ہے، وہ گھرانہ کافی روشن خیال ہیں۔ ان کی نظروں میں داڑھی اور حجاب ایک مذاق ہیں، بعض اوقات ان امور کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، سارا سارا دن گانا بجاتے ہیں، جب میں انہیں ان خرافات سے منع کرتا ہوں تو الٹا میرا مذاق اڑایا جاتا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہوسکتا ہے تمہارے وسیلے سے وہ گھرانہ تبدیل ہوجائے اور تم سب کو سیدھے راستے پر لے آنے کا موجب ہو، میں نے تبلیغ کے ذریعہ ہر طرح کوشش کی لیکن لگتا ہے کہ ان کے دلوں میں مہر لگی ہوئی ہے، اب ان حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:......میرے عزیز! ہمارا کام تو اللہ اور اس کے رسول کی بات سلیقہ سے پہنچا دینا ہے، ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، بہرحال آپ اپنا کام کرتے رہیں، اس لئے کہ نفس وشیطان اپنا کام نہیں چھوڑتے تو ہم اپنا کام کیوں چھوڑیں؟ وہ لوگ آپ کے دین پر عمل کرنے اور دین کی بات کرنے پر اگر آپ کو استہزا اور تمسخر کا نشانہ بناتے ہیں تو گھبرائیں نہیں، کیونکہ تمام انبیاء اور ان کے وارثوں کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے، ان کے اس طرز اور آپ کے صبر سے آپ کو آقائے دو عالم ﷺ سے نسبت حاصل ہوگی، ان لوگوں کو ہدایت ہو یا نہ ہو، بہرحال آپ کی ترقی درجات کا سامان ہو رہا ہے اور اس کی برکت سے ان شاء اللہ کل قیامت کے دن آپ کا حشر حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ ۸تا۱۵محرم الحرام۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۰نومبر۲۰۱۲ء شمارہ:۴۴

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیراعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دینی مدارس پر بلاجواز چھاپے اور ٹارگٹ کلنگ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ناموس رسالت کی توہین......	۷	مولانا عزیز الرحمن مدظلہ
رسومات محرم	۹	مولانا عبدالحلیم
اسلامی تقویم.... سن ہجری کا ابتدا	۱۱	مولانا امیر احمد قاسمی
ایک زائر حرم کی التجا	۱۳	مولانا عطاء الرحمن مفتاحی
عصمت انبیاء علیہم السلام (۲)	۱۴	مولانا مدرار اللہ نقشبندی
عدل فاروقی	۱۷	حافظ محمد عبداللہ
مناقب صحابہ کرام واہل بیت اطہارؓ	۲۱	سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
قاری محمد یعقوب نقشبندیؒ....	۲۲	محمد یوسف نقشبندی
پانچ روزہ رد قادیانیت کورس، کراچی	۲۵	مولانا شعیب کمال

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

محض حق تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرنا

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ: جو لوگ میری عظمت و جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے کہ ان پر نبی اور شہید بھی رشک کریں گے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۲)

محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ محبت کسی دنیوی مفاد یا قرابت داری کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ صرف حق تعالیٰ شانہٗ کے تعلق کی وجہ سے اخلاص پر مبنی ہو۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص:۴۲۶ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں، نہ شہید، لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ ان پر نبی اور شہید بھی رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتا دیجئے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو محض حق تعالیٰ شانہٗ کے تعلق سے آپس میں محبت رکھتے تھے، ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ داری تھی اور نہ کوئی مال کا لین دین تھا۔ پس اللہ کی قسم! ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے، اور وہ نور (کے منبروں) پر بیٹھے ہوں گے، اور ان کو کوئی خوف نہ ہوگا، جبکہ لوگ خوف زدہ ہوں گے، اور ان کو کوئی غم نہ ہوگا، جبکہ لوگ غم زدہ ہوں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (قرآن کریم سے اس کا اثبات کرتے ہوئے) یہ آیت پڑھی: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (سن رکھو! بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے)۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ محض رضائے الٰہی کے لئے کسی نیک بندے سے محبت رکھنا بہت ہی اونچا عمل ہے، حدیث پاک میں اس کو کمالِ ایمان کی علامت فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ، وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَاَعْطٰی لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔" (مشکوٰۃ ص:۱۴)

ترجمہ:... "جس نے کسی سے محبت کی تو اللہ کے لئے، کسی سے بغض رکھا تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دیا تو اللہ کے لئے، اور نہ دیا تو اللہ کے لئے، اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کرلی۔"

ایک حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے (یعنی گھر سے باہر آئے) تو فرمایا: جانتے ہو کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی نے کہا: نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا: جہاد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے دوستی کرنا، اور اللہ ہی کی خاطر کسی سے بغض رکھنا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۴۲۷)

حُب فی اللہ درحقیقت حُبِ الٰہی کا شعبہ ہے، مشہور ہے کہ محبوب کی گلی کا کتا بھی پیارا لگتا ہے، پس جس شخص کو حق تعالیٰ سے محبت ہوگی اسے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں سے بھی محبت ہوگی۔

پس اللہ تعالیٰ کے کسی مقبول بندے سے محبت محض اللہ تعالیٰ کے تعلق کی بنا پر ہوگی، چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ:

"مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰهِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔" (مشکوٰۃ ص:۴۲۷)

ترجمہ:... "جس بندے نے کسی بندۂ خدا سے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی، اس نے اپنے رب عزوجل کا اکرام کیا۔"

الغرض! اس حدیث پاک میں للّٰہی محبت کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو نور کے ایسے منبر عطا کئے جائیں گے جو انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے لئے بھی لائقِ رشک ہوں گے۔ اس سے کسی شخص کو یہ وہم نہیں ہونا چاہئے کہ ان کا مرتبہ انبیاء و ملائکہ سے بھی فائق ہوگا، نہیں! بلکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو جو درجات عالیہ نصیب ہوں

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

گے اور بارگاہِ الٰہی میں ان کا جو اعزاز و اکرام ہوگا، وہ دوسرے لوگوں کے ادراک و تصور سے بھی بالاتر ہوگا۔ اس حدیث پاک سے مقصود یہ ہے کہ للّٰہی محبت رکھنے والوں کے مرتبے کی انبیائے کرام اور ملائکہ عظام بھی تحسین فرمائیں گے اور ان کو لائقِ رشک قرار دیتے ہوئے مبارک باد دیں گے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مبتدی طالب علم امتحان میں نہایت اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہو اور اساتذہ اس کو مبارک باد دیتے ہوئے کہیں کہ: "بھئی! تمہاری کامیابی تو لائقِ رشک ہے" اس سے کسی کو یہ وہم نہیں ہوتا کہ یہ مبتدی طالب اپنے اساتذہ سے بھی لائق و فائق ہوگیا۔ بس اسی طرح ان لوگوں کے مرتبے کو سمجھنا چاہئے۔

"حضرت ابوہریرہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے (اس میں راوی کو شک ہے، مگر دوسری روایت میں تعیین ہے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دیں گے، جس دن کہ عرشِ الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت کے دن، اور وہ سات آدمی یہ ہیں): ۱:...حاکم عادل، ۲:...وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پھلا پھولا، ۳:...وہ شخص جو مسجد سے نکلے تو اس کا دل مسجد میں اٹکا رہے یہاں تک کہ دوبارہ مسجد میں چلا جائے، ۴:...وہ دو آدمی جنھوں نے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں دوستی کی، اس کے لئے جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، ۵:...وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں، ۶:...وہ شخص جس کو کسی صاحب حسب و نسب اور صاحب حسن و جمال خاتون نے غلط دعوت دی، مگر اس نے یہ کہہ کر اس کی دعوت رَدّ کردی کہ: میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، ۷:...اور وہ شخص جس نے صدقہ کیا تو اس کو ایسا چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتا نہ چلا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا؟" (ترمذی ج:۲ ص:۶۲)

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

دینی مدارس پر بلاجواز چھاپے اور ٹارگٹ کلنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شہر کراچی کئی ہفتوں سے مسلسل لہولہان، ہر گلی، ہر محلہ اور ہر شاہراہ بدامنی اور بے سکونی کے کرب وابتلا کا نشان، بلا رنگ ونسل اور بلا امتیاز مسلک ومذہب ایک ایک گھر سے کئی کئی جنازوں کے اٹھنے کی بناپر ان مقتولین اور شہداُ کے اہل وعیال اور عزیز واقارب نوحہ کناں، ہر طرف خوف وہراس اور بے یقینی کی کیفیت نمایاں ہے، جس نے اہالیانِ کراچی کو نیم مردہ ونیم جان کر رکھا ہے۔

اہل کراچی کو کوئی ادارہ، کوئی محکمہ، کوئی جماعت اور کوئی فرد ایسا نظر نہیں آتا جو ان کے دکھوں، پریشانیوں اور مصیبتوں کو محسوس کرے اور ان کے ازالہ کی کوشش کرے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے جن کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ امن وامان قائم کریں اور پاکستانی شہریوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کریں، وہ نہ صرف یہ کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام اور بے بس نظر آتے ہیں بلکہ الٹا امن کے پتلے، دین وایمان کے سچے داعی، انبیاء کے وارثین، مہمانانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، تعلیم وتعلم میں مصروف ومشغول اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے بلا معاوضہ محافظین کے اداروں پر یلغار کرنا، ان کو پریشان اور بدنام کرنا گویا ان کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ چند ہفتے قبل پاکستان کی مشہور ومعروف دینی درس گاہ جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی پر دھاوا بولا گیا، پھر اس پر جھوٹی معذرتوں اور جھوٹی معافیوں کا ڈھونگ رچا کر اس مسئلے کو پس پشت ڈالنے کی کوشش کی گئی، جب دیکھا کہ معاملہ ٹھنڈا ہوگیا ہے تو جامعہ اشرف المدارس جو صرف ایک مدرسہ ہی نہیں بلکہ ایک عظیم اصلاحی وروحانی خانقاہ بھی ہے، اس پر رات گئے یلغار کی گئی اور پانچ سو سے زائد راؤنڈ فائر کیے گئے۔ ایسا تو پاکستانی فوج بھی کسی دشمن پر اتنا اسلحہ استعمال نہیں کرتی جتنا یہاں ضائع کیا گیا۔ اس صورت حال پر غور وخوض اور آئندہ کے لائحہ عمل طے کرنے کے لئے جامعہ اشرف المدارس میں دینی ومذہبی جماعتوں اور مدارس کے مہتممین اور منتظمین کا اجتماع ہوا، اس اجلاس کے مہمان خصوصی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے جو خطاب فرمایا، وہ ہدیۂ قارئین ہے:

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے حکومت اور انتظامیہ کو انتباہ کرتے ہوئے کہا کہ مدارس اور مساجد اور مذہبی طبقے کے خلاف شرانگیز اقدامات سے گریز کیا جائے جبکہ انہوں نے اعلان کیا کہ ۱۲ر نومبر کو اسلام آباد میں وفاق المدارس کے اجلاس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ انہوں نے علماء اور مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں، مدارس پر چھاپوں، حملوں اور مذہبی

طبقے کی ٹارگٹ کلنگ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے صبر اور امن پسندی کو کمزوری نہ سمجھا جائے اور اس حد تک دیوار سے نہ لگایا جائے کہ ہم راست اقدام پر مجبور ہو جائیں۔..... اجلاس سے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیس اور رینجرز کے اس وحشیانہ حملہ کے لئے مذمت کا لفظ کم ہے، یہ حملہ پولیس اور ریاستی اداروں کی دہشت گردی ہے۔ ملک اور اسلام دشمن عناصر کی وجہ سے محبت و امن کا درس دینے والوں کے ساتھ اسلامی دشمنی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ لگتا ہے رینجرز اور پولیس قتل عام کا پیغام لے کر آئی تھی۔ کراچی میں بالخصوص دینی مدارس، علماء طلبا اور ملک کی نظریاتی سرحدوں کے محافظین کو چن چن کر قتل کیا جا رہا ہے۔ دینی مدارس اور علماء، پاکستان اور اسلام کے پہرے دار ہیں اور وفاق المدارس ان کا پہرے دار ہے۔ مدرسہ چھوٹا ہو یا بڑا اور چاہے ملک کے کسی بھی کونے میں ہو، اس کا دفاع ہمارا فرض ہے۔ مدارس پر حملہ ملک اور اسلام پر حملہ سمجھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس بار ہمیں گورنر سندھ، آئی جی سندھ اور ڈی جی رینجرز بھی بے بس نظر آئے۔ ہمیں بتایا جائے کہ گورنر بے بس ہے تو کون سی بیرونی طاقت براہ راست مداخلت کر رہی ہے۔ صوبائی حکومت کو شرم آنی چاہئے اور فوراً مستعفی ہونا چاہئے، کچھ طاقتیں مدارس سے ٹکراؤ چاہتی ہیں۔ حالات کا مقابلہ کریں گے، پانی سر سے گزرتا جا رہا ہے، بیانات بہت ہو گئے، اب اقدامات کریں گے۔ پیر کے روز اسلام آباد میں کراچی کے حوالے سے اہم فیصلے کریں گے، جس میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، علامہ محمد احمد لدھیانوی، مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی اور ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر شامل ہوں گے۔ جامعہ احسن العلوم کے مہتمم مفتی زرولی خان نے کہا کہ ہمارا امتحان لیا جا رہا ہے، کوئی لمبا منصوبہ لگتا ہے، جس کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔ سیاسی اکابر کو اس عالمی ایجنڈے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنی ہوگی۔ جماعت اسلامی کے رہنما اسد اللہ بھٹو نے کہا کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس جرأت پر معافی مانگنی چاہئے۔ جامعہ پر حملہ غیر آئینی، غیر دستوری ہے۔ کراچی میں طالبان کے نام پر بھتے لئے جا رہے ہیں..... جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر قاری محمد عثمان نے کہا کہ دینی مدارس لاوارث نہیں، ان سے نکلنے والے پاکستان کے حقیقی محافظ ہیں، اگر اکابر نے میدان میں آنے کو کہا تو دیکھیں گے کس میں چھاپے مارنے کی ہمت ہے..... (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۱ر نومبر ۲۰۱۲ء)

ان کے علاوہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے قاری محمد اقبال، دار العلوم کورنگی کے مولانا راحت علی ہاشمی، جامعہ فاروقیہ کے مولانا محمد عبید اللہ خالد، جامعۃ الرشید کے مفتی محمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے راقم الحروف، اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا اورنگزیب فاروقی، جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

اس اجلاس میں جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کے رئیس شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم بھی شریک تھے اور بڑے خوبصورت انداز میں اس صورت حال کو اپنے ادیبانہ اور مصالحانہ انداز میں فرمایا کہ: ہمارا امتحان لیا جا رہا ہے، کوئی لمبا منصوبہ لگتا ہے، جس کی تکمیل کی جا رہی ہے، ہم لڑنا نہیں چاہتے.... ابھی حضرت موصوف اپنے ادارہ میں پہنچے ہی تھے کہ ان کے ادارہ کے دورۂ حدیث کے طلبا پر فائرنگ کی گئی، جس سے چھ طلبا شہید اور درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ تفصیلات اس خبر میں ملاحظہ ہوں:

''تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز کراچی کے علاقے گلشن اقبال بلاک ۲ کوئٹہ الحمرا ہوٹل پر بیٹھے جامعہ احسن العلوم کے طالب علموں پر ۳ موٹر سائیکل سوار ۶ ملزمان نے گھیراؤ ال کر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں ہوٹل کے مالک اور ویٹر سمیت ۱۲ افراد زخمی ہو گئے، جنہیں فوری طور پر قریبی ہسپتال منتقل کیا گیا، جہاں دوران علاج حبیب احمد ولد بنارس خان اور محب اللہ ولد سیف الدین جاں بحق ہو گئے، جبکہ جناح ہسپتال میں محمد عمران ولد عبد اللہ، شمس الرحمٰن ولد عبد الرحیم، عبد الخالق ولد ابرار اور حاکم سعید ولد جعفر بھی دم توڑ گئے، فائرنگ سے زخمی قاسم ولد شوکت علی، منیر احمد ولد ولی محمد، محمد شعیب ولد امین اللہ اور ہوٹل مالک شرف الدین ولد عبد الولی، ویٹر عبد اللہ ولد الیاس جناح ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ واقعہ کے بعد علاقے میں خوف و

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ناموس رسالت کی توہین

اقوامِ مغرب کی سرشت میں شامل ہے

مولانا عزیز الرحمٰن، جامعہ دارالعلوم کراچی

اسلام سے عناد، تعلیمات اسلام سے نفرت، مسلم ثقافت کا تمسخر، مسلمانوں کو محکوم رکھنے اور ان پر ہر طرح کی بالادستی قائم رکھنے کا جنون، مسلم ممالک کے مادی وسائل کا استحصال، مسلم نوجوانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور ان کو عملی ارتداد کی راہ پر ڈالنے کی شبانہ روز کوشش، مسلم ممالک کے سیاسی استحکام کے خلاف مکروہ سازشیں اور خاص طور پر پاکستان میں ریمنڈ ڈیوس کی طرح، چپے چپے پر تربیت یافتہ بلیک واٹر کی امن دشمن دہشت گردوں کے ذریعے قتل و بدامنی کی وارداتوں کی منصوبہ بندی، مالی تعاون اور ایڈ کے نام پر اپنے مفادات کے حصول کے لئے خفیہ، پراسرار اور مشتبہ سرگرمیاں، یہ سب اور ان جیسے بہت سے وہ مکروہ اقدامات و حالات ہیں جن کا غیر مسلم طاقتوں کی طرف سے پاکستان اور دیگر بہت سے اسلامی ممالک کو سامنا ہے، سرد و گرم جنگ کی اس بھیانک صورت حال نے خاص طور پر ہمارے ملک کی معیشت کو بری طرح ملیامیٹ کر ڈالا ہے، جانی و مالی نقصانات اور شدید بدامنی کے پس پردہ اسباب و محرکات میں سرفہرست عالمی طاقتوں کی طرف سے مسلط کردہ یہی اقدامات و حالات ہیں۔

مغرب اس پر تلا ہوا ہے کہ ہر جگہ اسی کی ثقافت اور طرز زندگی کو برتری حاصل ہو، وہ بطور خاص مسلمانوں کی تہذیبی قدروں، معتقدات اور طرز زندگی کے خلاف ایک عرصے سے نبرد آزما ہے، عالمی سطح پر اہل اسلام کو زچ کرنے، منظم طریقے سے ان کی دل آزاری کرنے اور ان کو نفسیاتی طور پر مجروح کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔

برصغیر میں انگریز نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے قادیانیت کا بیج بویا تھا اور اب بھی عالمی سطح پر ہر طریقے سے اس فرقے کی پرورش جاری ہے، قادیان کے ایک دجال کو نبوت کا دعویٰ کرنے کی جسارت، برسر اقتدار برطانوی استعماری طاقت کی شہ کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی، یہ دعویٰ بھی ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت پر حملہ ہی تھا اور پھر تسلسل کے ساتھ اسی طرح کی مجرمانہ حرکتیں وقتاً فوقتاً سامنے آنے لگیں، لیکن امت مسلمہ کو خاتم الرسل، سرور کونین، رحمۃ للعالمین سے جو عقیدت و محبت ہے اور عشق کا وہ جذبہ جو ہر امتی کے رگ و پے میں پیوست ہے، اس کے سامنے، عالم کفر کی زبردست پشت پناہی اور ہر طرح کے مادی اور سرکاری تعاون کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے اس کفر کو فروغ حاصل نہیں ہو سکا۔

اب کچھ عرصے سے مغرب نے یہ وطیرہ اپنایا ہے کہ آئے دن کبھی توہین آمیز خاکوں کے ذریعے، کبھی شرانگیز تحریروں کے ذریعے اسلام اور پیغمبر اسلام سے اپنے بغض کا اظہار کرتے ہی رہتے ہیں ابھی حال ہی میں ناموس رسالت کی گستاخی، تمسخر اور تضحیک پر مشتمل امریکی فلم کے ذریعے بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی شدید نفرت اور دشمنی کا اظہار کیا گیا ہے جان بوجھ کر اور تسلسل کے ساتھ کی جانے والی ان بیہودہ حرکتوں سے ظاہر ہے کہ پوری امت مسلمہ کی دل آزاری ان کی جبلت کا حصہ بن گئی ہے، قرآن کریم میں بھی ان کی اس نفسیاتی حالت کا بیان اس طرح آیا ہے:

”قد بدت البغضاء من افواههم
وما تخفی صدورهم اکبر۔“
(آل عمران:۱۱۸)

ترجمہ: ”بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ (عداوت) ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ کہیں زیادہ ہے۔“

دراصل غیر مسلم طاقتیں آئے دن اس طرح پتھر پھینک کر اس کے رد عمل کا اندازہ لگانا چاہتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ ان حرکتوں سے رفتہ رفتہ مسلمان زچ ہو کر خاموش ہو جائیں گے اور ہمیں ان کو مزید زیر کرنے کا موقع ملے گا، لیکن یہ ان کی بھول ہے ان کے پاس مسلمانوں کی غیرت وحمیت اور ان کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشقانہ محبت کو ناپنے کا کوئی فارمولا اور کوئی میٹر ہی نہیں ہے، حیوانات کی طرح شب و روز گزارنے والے یہ مادہ پرست لوگ ایمانی جذبات کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے، چنانچہ اس موقع پر بھی پورے عالم اسلام بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں اس امریکی فلم نے امریکا کے خلاف نفرت کے شعلے بھڑکا دیئے، لیبیا جیسے کمزور ملک میں امریکی سفیر کو قتل کیا گیا اور جگہ جگہ اس شرمناک حرکت کے رد عمل میں امریکا کے خلاف زبردست برہمی اور غم و

غصے کا اظہار کیا گیا۔

پاکستان کا برسراقتدار طبقہ جو عملاً امریکا کا محکوم ہے، اس نے بھی جب اس بیہودہ حرکت کے خلاف پاکستانی عوام کے ردعمل کا اندازہ لگایا تو یوم عشق رسول کے نام سے سرکاری تعطیل کا اعلان کیا، جگہ جگہ بڑے بڑے احتجاجی جلوس نکالے گئے اور اس بیہودہ حرکت کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا..... گو اس دوران جانی و مالی نقصانات کے تکلیف دہ اور ظالمانہ واقعات بھی سامنے آئے کہ جرائم پیشہ عناصر ایسے واقعات کی تلاش میں رہتے ہیں اور اپنی مفسدانہ ذہنیت کی وجہ سے بڑی بڑی وارداتوں سے نہیں چوکتے..... بلکہ ہمارے ملک کے سیاست دانوں نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے عوام کا یہ کلچر بنادیا ہے کہ کسی بھی ناخوشگوار واقعے یا درپیش مسائل کے خلاف احتجاج میں جانی و مالی تباہ کاریاں ضرور ہوتی ہیں، پھر میڈیا بھی اس کو اہمیت دیتا ہے اور متعلقہ ادارے بھی متوجہ ہوجاتے ہیں..... لیکن کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچانا یقینی طور پر غیر شرعی اور غیر اسلامی حرکت ہے، نبی الرحمۃ..... جن کی محبت وعشق کا ہم دم بھرتے ہیں.... نے تو مسلمان کی شناخت یہ بتلائی ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامتی کے ساتھ ہوں اور مومن اس کو قرار دیا گیا ہے، جس کی طرف سے لوگ امن اور حفاظت کا احساس کریں۔

آئے دن پیش آنے والے ان دل آزار، تضحیک آمیز اور تکلیف دہ واقعات کا سدباب کرنے کے لئے اب یہ ناگزیر ہوگیا ہے کہ عالمی سطح پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کو سخت ترین جرم قرار دیا جائے، ان جیسے واقعات و معاملات سے متعلق لامذہب لوگوں کی یہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس طرح آزادیٔ اظہار رائے پر قدغن لگ جائے گی، دراصل انسانی حقوق، جمہوریت اور آزادیٔ اظہار رائے مغرب کے وہ نعرے ہیں جو بظاہر تو خوبصورت ہیں، لیکن حالات شاہد ہیں کہ اہل مغرب ان الفاظ کو اپنے طے شدہ مقاصد کے لئے پامال کرنے سے نہیں چوکتے، امریکا اور دیگر مغربی ممالک جب چاہتے ہیں، ان اصولوں کو روند کر من مانی کرتے ہیں، خوفناک ہتھیاروں کے استعمال سے وسیع تر تباہی پھیلانا، عدل و انصاف کے تقاضوں کو پامال کرکے انسانوں کو پنجروں میں بند کرکے بربریت کا نشانہ بنانا، قرآن کریم کے مقدس اوراق کو نجاست میں استعمال کرنا، قرآن کریم کو جلانا، قوموں اور ملکوں پر چڑھائی کرکے ان کی آزادی کو سلب کرنا اور ان کی معدنی وقدرتی دولت کا استحصال کرنا، یہ سب کچھ کیا بشری حقوق کا تقاضا ہے؟

بشری حقوق، آزادی اظہار رائے اور جمہوریت کے یہ بلند بانگ نعرے جو ہروقت مغرب کے ایوانوں میں گونجتے ہیں اور جس کا وہاں کے میڈیا پر ہر صبح و شام ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، اس وقت تک سامنے رہتے ہیں جب تک ان کے اپنے مفادات سے متصادم نہ ہوں، لیکن جب بھی ذاتی اغراض سے ٹکراؤ ہونے لگتا ہے تو اس وقت مغرب کو ان کا خیال تک نہیں آتا، یہودیوں نے عالمی سطح پر ہولوکاسٹ سے متعلق ایک قانون منظور کروایا ہوا ہے، جس کی رو سے یہودیوں پر ہونے والے ان مظالم پر کوئی تبصرہ، تنقید یا رائے زنی نہیں کی جاسکتی..... یہاں آزادیٔ اظہار رائے کو قانون کے ذریعے جکڑ دیا گیا ہے، لیکن مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے ان کے منہ بھی کھلے ہوئے ہیں، ہاتھ بھی آزاد ہیں، یہاں ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے اظہار کے ہر طریقے کو بے لگام چھوٹ دی گئی ہے۔

ناموس رسالت کی توہین و تضحیک کا یہ سلسلہ اب ہر مغربی ملک میں پھیلتا جارہا ہے۔ امت مسلمہ کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ اس روش کے خلاف موثر لائحہ عمل اختیار کریں۔

سب سے پہلے تمام مسلم ممالک، عالمی سطح پر ایک قانون منظور کرائیں جس میں اس طرح کی کسی بھی حرکت کو ناقابل معافی جرم قرار دیا جائے..... اس قانون کی تائید میں امید ہے کہ بہت سے دیگر ممالک بھی ہمنوا ہوں گے۔

اور دوسری اہم بات یہ کہ دنیا کے جس خطے میں جو مسلمان بھی آباد ہے وہ عملی طور پر پوری پختگی کے ساتھ دین سے وابستگی کو یقینی بنائے۔ اس کی نشست و برخاست میں سنت و سیرت کا روشن عکس موجود ہو، وہ اپنے معاملات، معاشرت اور زندگی کے ہر شعبہ میں دوسروں کے لئے مثالی انسان بنے کہ آقائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحمۃ للعالمین تھے، اگر ہر مسلمان اس کی کوشش کرے کہ اس کی شخصیت حقیقی اسلامی تعلیمات کا مظہر ہو تو انشاء اللہ اسی سے اسلام کو فروغ حاصل ہوگا اور اسلام کے خلاف عناد و سازش کی یہ چنگاریاں سرد پڑ جائیں گی، جس دین سے رب کریم نے ہمیں وابستہ فرمایا ہے اس دین کا ہم سے حقیقی مسلمان بننے کا مطالبہ ہے اور یہ تاریخی اور مسلمہ حقیقت ہے کہ اقوام عالم میں سرخروئی کا زینہ بھی اسلام سے صرف رسمی وابستگی نہیں بلکہ عملی اسلام ہے۔

خالق کائنات کا بھی یہ اعلان ہے:

"وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔" (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: "اگر تم واقعی مومن ہو تو تم ہی سربلند ہوگے۔"

رب کریم ہر صاحب ایمان کو اپنے دین پر حقیقی استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

رسوماتِ محرم.....تاریخی پس منظر

مولانا عبدالحلیم

بدعت کے کام یوں تو تمام دنوں میں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں لیکن ماہ محرم میں ان کا کرنا اس لئے بہت بُرا اور بڑا گناہ ہے کہ یہ مہینہ کئی فضائل کا حامل ہے یاد رکھئے کہ اہل بیت اطہار سے محبت رکھنا اور ان سے اپنی محبت کا اظہار کرنا ہر مسلمان کی سعادت ہے اور ایمان کا تقاضا ہے لیکن ان پر وارد شدہ مصائب پر ہر سال غم کا دن منانا اور ماتم کرنا بدعت ہے، اہلسنت والجماعت کے مذہب میں یہ سب باتیں ناجائز ہیں، نوحہ ماتم کرنا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے، اسلام نے ان تمام رسومات کو مٹا دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں: ایک وہ شخص جو حرم شریف میں گناہ کرے، دوسرے وہ جو مسلمان ہوکر جاہلیت کی رسومات اختیار کرے، تیسرے وہ جو ناحق کسی مسلمان کو قتل کرے۔" (بخاری شریف)

تاریخ عرب سے ثابت ہے کہ نوحہ و ماتم کا کفار و مشرکین میں بڑا رواج تھا، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام امور قبیحہ سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ جس نے گریبان پھاڑے، سینہ کوبی کی وہ ہم میں سے نہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے عاشورہ کا روزہ رکھنے میں بھی یہودیوں کے طرز عمل کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا یہ عمل جس طرح ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بناتا ہے، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی کا بھی باعث ہے، اظہار غم کے سلسلہ میں دوسرے کام مثلاً زیور اتار ڈالنا، سیاہ لباس پہننا، گوشت کھانا چھوڑ دینا وغیرہ یہ سب کام ناجائز ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا کل شيء من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع۔" (جمع الفوائد)

ترجمہ: "یاد رکھو کہ تمام جاہلیت کے کام میرے قدم کے نیچے ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ میں نے ان سب کو مٹا دیا ہے، لہٰذا خدا کے غضب سے ڈرنا چاہئے اور ان کاموں سے توبہ کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق ان تمام بدعات، رسومات و خرافات کو مٹانے کی جان توڑ کوشش کرنا چاہئے۔

ان بدعات و رسومات کی ابتدا کچھ اس طرح ہوئی کہ اسلام کے مقابلہ میں جب کفر کی تمام طاقتیں شکست کھا گئیں اور دشمنان اسلام کو کھلم کھلا مقابلہ میں کامیابی نہ ہوسکی تو انہوں نے منافق بن کر خفیہ طور پر فتنہ پردازی شروع کی تاکہ اسلامی حکومت کی طاقت کو کمزور کردیں، ان کا سب سے پہلا فتنہ وہ تھا جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پیدا ہوا، اس فتنہ وفساد کا بانی ایک یہودی عبداللہ بن سبا تھا جو زمانہ خلافت عثمانی میں مدینہ آ کر بظاہر مسلمان ہوگیا مگر اس کے دل میں ترقی اسلام پر حسد کی آگ بھڑک رہی تھی، یہ کچھ دن مدینہ ٹھہر کر فتنہ کی تدابیر سوچتا رہا پھر یہاں سے بصرہ پہنچا، وہاں حکیم ابن جبلہ ایک ڈاکو سے سازباز کی اور محبت علی کا دعویٰ کرتے ہوئے آپؓ کے فضائل بکثرت بیان کرکے لوگوں کو گرویدہ کرلیا، پھر حضرت علیؓ کے لئے وصی رسول اور خلیفہ بلافصل ہونے کا خیال پھیلا جب کافی لوگ ہم نوا ہوگئے تو اب عاملین خلافت عثمانی کے خلاف شکایات کا جال پھیلا دیا اور آپؓ کو خلافت سے معزول کرنے کی تحریک کی جس کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، اسی فتنہ سے جنگ جمل واقع ہوئی جس میں چالیس ہزار مسلمان مقتول ہوئے اور اسی تحریک کے اثر سے جنگ صفین ہوئی، جس میں صرف بیس گھنٹے کے اندر ستر ہزار مسلمان مقتول ہوئے، اسی دوران اس نے خلفاء ثلاثہ کو نعوذ باللہ غاصب خلافت اور کافر قرار دیا اور آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں خدائی طاقت وقوت ہونے کا خیال پھیلایا اور اس میں اتنا غلو پیدا کیا کہ حضرت علی میں خدا خود حلول کر آیا ہے نعوذ باللہ! یہیں سے اس کے متعلق خدا ہونے کا عقیدہ پیدا ہوا۔

ابن سبا کے یہ تمام باطل خیالات کم علم عام مسلمانوں، قریوں اور جنگلوں کے رہنے والے بدوؤں نے زیادہ قبول کئے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہی خیالات ان کے عقائد بن گئے اور اس طرح اسلام کی ملت واحدہ میں مختلف فرقے پیدا ہوگئے، ابن سبا کے یہ باطل خیالات عقیدوں کی حیثیت سے آج تک شیعوں کے بعض فرقوں میں بدستور چلے آرہے ہیں، جن کی بنیاد وہی حب اہل بیت میں غلو اختیار کرنا ہے۔

انہی سبائیوں میں سے ایک جماعت نے حضرت علی

کرم اللہ وجہہ سے اس بنا پر کہ آپ نے مصالحت کے لئے چند اشخاص کو حکم تسلیم کرلیا تھا، آپ سے بغاوت اختیار کرلی اور تقریباً پانچ ہزار فوج کو گمراہ کر کے کسی دوسرے مقام میں حکومت قائم کرلی انہی کو خوارج کہا جاتا ہے، سبائیوں کی اس جماعت نے سازش کر کے خفیہ طور پر مسجد کوفہ میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، آپ کے ساتھ بھی وہی سبائی جماعت کے فریب خوردہ لوگ تھے، لیکن چونکہ امام حسن کا رجحان طبع صلح کی طرف تھا، نیز آپ کو اہل کوفہ کی بے وفائی کا متعدد بار تجربہ ہوگیا تھا، اس لئے آپ نے اہل شام سے مصالحت کرلی اور سبائی لوگ آپ کو جنگ پر آمادہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے، البتہ آپ کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو حصول خلافت کے لئے ابھارا اور اپنی امداد کے متعلق خطوط کی بھرمار کردی، دوسری طرف چونکہ یزید فسق وفجور میں مبتلا تھا اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں، لہٰذا آپ کو مجبوراً خروج کرنا پڑا اہل شام کے وہ سبائی جنہوں نے قصاص عثمان کی آگ لگائی تھی یزید کی طرف رہے اور کوفہ کے سبائی حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ہوگئے، جس کے نتیجے میں کربلا کے خونی واقعات وقوع پذیر ہوئی۔

الغرض امام حسینؓ شہید ہوئے جس کے دو سال بعد یزید بھی ۶۳ھ میں اپنے کیفر کردار کو پہنچا، لیکن سبائی فتنہ اب بھی ختم نہ ہوا، سبائیوں کی خارجی پارٹی جنہوں نے حضرت علیؓ سے بغاوت کی تھی، ان میں سے ایک شخص مختار بن عبید ثقفی بھی تھا، یزید کے بعد موقع پا کر سبائی شیعہ پارٹی میں جاملا اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ پر بہت غم وغصہ کا اظہار کیا اور عوام میں مقبولیت حاصل کرلی پھر محمد بن الحنفیہ کے مہدی موعود ہونے کا پروپیگنڈا کیا اور اپنے آپ کو ان کا داعی ومبلغ ظاہر کیا، جب لوگ خوب گرویدہ ہوگئے تو انتقام خون امام حسینؓ کے نام پر ان کو جمع کر کے ۶۴ھ میں کوفے پر قابض ہوگیا اور غم امام حسینؓ کی پالیسی کو خوب رواج دیا، اس سلسلہ میں بہت سی بدعات ایجاد کیں، جاہلیت کی رسوم منانا مثلاً سوگ منانا، ماتم کرنا، سینہ کوبی کرنا وغیرہ کو خوب پھیلایا کیونکہ اس پالیسی سے اس کو حکومت ملی، پھر ۶۵ھ میں اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کردیا، سرکاری کاغذات میں خود کو نعوذ باللہ مختار رسول اللہ لکھنے لگا، اسی اثنا میں ایک شخص طفیل بن جعدہ کو جب تنگ دستی نے ستایا تو ایک تیلی کی پرانی کرسی کو بنا سنوار کر مختار کے سامنے پیش کیا اور کہہ دیا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے، مختار نے اظہار محبت کی پالیسی کے تحت اس کو بہت انعام دیا اور اس کرسی کا نام تابوت سکینہ رکھ کر مشہور کیا کہ یہ خدا نے تمہارے لئے نازل کی ہے، پھر اس کا جلوس بڑی دھوم دھام سے نکالا اور لوگوں کا اس سے ایسا عقیدہ قائم کردیا کہ وہ اس کرسی پر منتیں ماننے لگے، طفیل خود کہتے ہیں کہ مجھے اپنی اس حرکت پر بہت افسوس ہوا کہ میری ذرا سی حرکت سے کتنا بڑا فتنہ اور گمراہی پھیل گئی۔ اعمش ہمدانی جو اسی زمانہ کے بزرگ ہیں، اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ: ''میں حلفاً کہتا ہوں کہ تمہاری کرسی ہرگز تابوت سکینہ نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم عبداللہ بن سبا کی امت ہو۔'' مورخین نے لکھا ہے کہ مختار ہی نے شیعان علی میں رسم تعزیہ داری جاری کی تھی، جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہی کرسی تعزیہ داری اور کاغذی تابوت سازی کی اصل بنا ہوگی۔

جلاء العیون صفحہ ۵۲۳ میں ہے کہ: اہل بیت کا قافلہ جب یزید کے محل میں داخل ہوا تو یزید کی گھر والیوں نے زیور اتار کر لباس ماتم پہن کر صدائے نوحہ وگریہ بلند کیا، تین دن تک اس گھر میں ماتم برپا رہا، امام حسینؓ کا نوحہ وماتم کا یہ پہلا دن تھا جو بحکم یزید اس کے گھر میں محرم ۶۱ھ میں ہوا، پھر مختار مذکور نے محرم ۶۴ھ میں یہ رسم بد نکالی پھر معزالدولہ نے جو مطیع اللہ خلیفہ کا وزیراعظم تھا، بغداد میں بزور حکومت عشرہ محرم میں نہایت دھوم دھام سے رسم ماتم جاری کی اور تبرا کا اضافہ کیا۔ (تاریخ ابن خلدون، ۴۲۵ھ)

۱۸ ذوالحجہ ۳۵۱ھ کو اس نے بغداد میں عید منانے کا حکم دیا، جس کا نام ''عید خم غدیر'' رکھا، جس میں خوب ڈھول بجائے گئے، خوشیاں منائی گئیں، کیونکہ اس تاریخ میں حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ ۳۵۲ھ کے شروع میں اس نے حکم دیا کہ ۱۰ محرم الحرام کو غم شہادت حسینؓ منانے کے لئے تمام دکانیں بند کی جائیں، شہر ودیہات کے تمام لوگ ماتمی لباس پہنیں اور علانیہ نوحہ کریں، عورتیں بال کھولیں، چہرے سیاہ کر کے کپڑے پھاڑتے ہوئے سڑکوں، بازاروں میں مرثیہ پڑھتی ہوئی نکلیں، شیعوں نے اس حکم کی بخوشی تعمیل کی، مگر اہل سنت دم بخود خاموش رہے، پھر ۳۵۳ھ میں سنیوں کو بھی بالجبر حکم دیا کہ وہ بھی شریک ہوں، جس پر فساد اور خونریزی ہوئی، اس کے بعد شیعوں نے ہر سال اس حکم کو بجالانا شروع کیا۔ (تاریخ ابن خلدون) ظاہر ہے کہ یہ سب کام مختار مذکور اور معزالدولہ نے کئے یا کرائے۔

ابن سبا کی تحریک پر چلنے والوں میں بڑے بڑے ملحد زندیق اور بے دین لیڈر پیدا ہوئے، جنہوں نے لاکھوں سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا، لاکھوں کو قتل کیا، جس سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت جانی، مالی، دینی نقصان پہنچا۔ یہ تمام فتنے عراق وعرب میں پھیلے جس کی سرحد ایران سے ملتی ہے لہٰذا بعد میں سرزمین ایران ہی ان کا گہوارہ بن گئی اور آذربائیجان، اصفہان، طوس، قلعہ الموت، خراسان ان فتنوں کے مراکز ہیں۔ ☆☆

اسلامی تقویم......سن ہجری کی ابتداء

مولانا امیر احمد قاسمی

اس سینۂ گیتی پر آباد تمام اقوام و مذاہب لین دین' خرید و فروخت' معاملات' معاہدات' عبادات و دیگر چیزوں میں تاریخ و یوم کا التزام و اہتمام کرتی تھیں اور کسی نہ کسی اہم اور بڑے واقعات سے ہی سن کی ابتدا مانتی تھیں' چنانچہ بہت پہلے فارسیوں نے اپنے کسی بادشاہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''تاریخ فارس'' یعنی سن فارسی کا اجرا کیا' اور سن ہجری کے آغاز سے تقریباً ۸۹۴ سال قبل رومیوں نے اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی کی طرف منسوب ''تاریخ رومی'' یعنی سن رومی کی ابتدا کی۔ نیز سن ہجری سے تقریباً ۶۳۷ سال پہلے ہی راجہ بکر ماجیت کی طرف منسوب ''تاریخ ہندی'' سن فصلی وجود میں آئی۔ اسی طرح سن ہجری سے کم و بیش ۵۸۰ سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انتساب کرتے ہوئے سن عیسوی شمسی وجود میں آئی۔

(ایک عالمی تاریخ صفحہ ۱۱)

اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے بڑے واقعات کی یادداشت کے خاطر سن کا آغاز کیا گیا۔ مثلاً بنی اسماعیل نے نارابراہیمی سے سن کا آغاز مانا' پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تعمیر بیت اللہ سے سن کی ابتدا قرار دی گئی' اور اس کے بعد ایک زمانہ تک کعب بن لوی کی وفات سے سال کا اعتبار ہوتا تھا۔ پھر اصحاب فیل کے واقعہ کے ساتھ سن کا حساب جوڑ دیا گیا' لیکن یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ تمام سنین میں سن عیسوی شمسی اور سن فصلی ہندی کی زیادہ شہرت ہوئی اور ان ہی دونوں سنوں سے زیادہ تر اپنی سابقہ یادداشتوں کا حساب کیا جانے لگا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ص:۲۳۷'الفاروق: ج ۲ص ۶۵)

پھر سن ۱۶ ہجری یا ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری علی اختلاف الاقوال خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک اور سن کا آغاز ہوا' جو سن ہجری کے نام سے موسوم ہوا' اور اس کی ابتدا ہجرت کے سال سے قرار دی گئی جو آج تک جاری و ساری ہے۔

(البدایہ والنہایہ: ج ۳ص:۲۳۹'الفاروق: ج ۲ص ۶۵)

اسلام میں سن ہجری کی ابتدا کس طرح ہوئی:

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں ایک چک پیش کیا گیا' جس میں صرف شعبان کا لفظ لکھا ہوا تھا' تو اسے دیکھ کر خلیفۃ المسلمین نے ارشاد فرمایا کہ مذکورہ چک میں یہ کیسے معلوم ہو کہ موجودہ شعبان مراد ہے یا گزشتہ۔ بعض مورخین نے سن ہجری کے آغاز کے بارے میں دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ دور فاروقی میں حاکم یمن حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کی جانب سے جتنی تحریریں موصول ہوتی ہیں' ان پر تاریخ کا اندراج نہیں ہوتا ہے کہ کون سی تحریر کس وقت کی ہے' اس لئے تاریخ کے اندراج کا اہتمام کیا جائے۔

چنانچہ اسی وقت صحابہ کرامؓ کی مجلس شوریٰ طلب کی گئی۔ جس میں کبار صحابہ جمع ہوئے اور مسئلہ مذکورہ میں تبادلہ خیال کیا گیا' موجودہ صحابہؓ میں سے ایک صحابی نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے اور اس کے لئے ہرمزان' شاہ خورستان کو' جو مشرف باسلام ہوکر مدینہ منورہ میں مقیم تھا' طلب کیا گیا اور اس نے کہا کہ ہمارے یہاں اندراج تاریخ کے لئے جو حساب رائج ہے' اس کو ''ماہ۔روز'' کہتے ہیں' اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ چونکہ اہل فارس اپنے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ سے تاریخ کا آغاز کرتے تھے' جس کے باعث مذکورہ قول ناپسند کیا گیا۔

اس کے بعد ایک دوسرے صحابیؓ نے رومیوں کی تقلید کا مشورہ دیا' لیکن اتفاق سے وہ بھی اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی سے سن کی ابتدا قرار دیتے تھے' جس کی وجہ سے یہ قول بھی رد کر دیا گیا' پھر بعض صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تاریخ کی ابتدا کیے جانے کی رائے دی کہ بڑا عظیم واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قول کو ناپسند قرار دے کر فرمایا کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ برابر تازہ ہوتا رہے گا' تو بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر تاریخ کی بنیاد رکھنے کی طرف نشان دہی کی' لیکن خلیفہ ثانی نے اس قول کو یہ فرماتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ تاریخ اور بھی زیادہ رنج و الم کا

باعث بنے گی' کیونکہ اس زمانے میں ہم لوگ کفر و ضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے، اور بالآخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ کرامؓ نے اس مسئلہ لاینحل کی گرہ کشائی کرتے ہوئے ہجرت سے سن ہجری کی ابتدا کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ ہجرت کے وقت سے ہی اسلام کو قوت غلبہ' کامیابی' فتح و نصرت اور دولت اسلام دن بدن ترقی ہونی شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے اسلامی تاریخ اور سن کی بنیاد ہجرت مدینہ منورہ کے عظیم الشان تاریخی واقعہ پر رکھا جانا زیادہ ہی موزوں اور مناسب ہوگا۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اسی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے سن ہجری کی ابتدا ہجرت کے عظیم اور اہم واقعہ سے قرار دیا' اور اسی قول پر تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق و اجماع ہوگیا اور اس طرح اسلام میں سن ہجری کی ابتدا عمل میں آئی۔

(البدایہ والنہایہ: ج ۳،ص: ۲۰۶،۲۳۳، الفاروق: ج ۲،ص ۹۵)

باتفاق صحابہ کرامؓ واقعہ ہجرت سے سن ہجری کے آغاز پر بخاری شریف میں روایت ہے:

"حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ نے سن ہجری کی ابتدا نہ تو آپ کی بعثت سے قرار دیا اور نہ ہی آپ کے وصال' بلکہ سن کا آغاز آپ کے قدوم مدینہ (ہجرت) کے وقت سے ہی قرار پایا۔"

علامہ واقدیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سن و تاریخ کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے ہجرت کے عظیم واقعہ سے ہی سن ہجری کی ابتدا کرنے پر اجماع و اتفاق کیا۔

اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے سن ہجری کی ابتدا میں تفصیلی واقعہ تحریر کرتے ہوئے ہجرت سے ہی سن کے آغاز پر صحابہ کرامؓ کا اجماع نقل کیا ہے۔

یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی' جس کا تقاضا یہ تھا کہ سن ہجری کی ابتدا ماہ ربیع الاول سے ہوتی' لیکن عرب کا دستور تھا کہ وہ محرم الحرام سے سال کا آغاز مانتے تھے' اس لئے جب صحابہ کرام نے سن ہجری کی ابتدا کا ہجرت سے ہونے پر اتفاق و اجماع کرلیا تو عرب کے دستور کے مطابق ماہ محرم الحرام ہی سے سال کے آغاز کا نفاذ کیا گیا۔

چنانچہ علامہ ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے کہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمان باری تعالیٰ "والفجر 0 ولیال عشر 0" کی تفسیر میں "والفجر" سے محرم کا مہینہ یعنی سال کی فجر مراد لیتے ہیں اور عبیداللہ ابن عمیر سے منقول ہے کہ محرم اللہ کا مہینہ ہے اور وہی سال کا شروع ہے۔ جس ماہ میں لوگ بیت اللہ کو سونے کا کام کیا ہوا غلاف پہناتے تھے اور اسی ماہ سے لوگ تاریخ شمار کرتے تھے۔ اسی طرح احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یعلی بن امیہ نے ملک یمن میں سن تحریر کرنے کی ابتدا کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول مدینہ تشریف لائے' لیکن لوگوں نے سن ہجری کی ابتدا کو محرم الحرام سے قرار دے دیا۔ (ایک عالمی تاریخ،صفحہ ۱۱۲)

ہجرت کا اسلام میں موثر کردار:

عہد عمری میں صحابہ کرامؓ کا واقعہ ہجرت سے سن کے آغاز پر اتفاق کرنا یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ہجرت کا اسلام میں بڑا نمایاں اور موثر کردار رہا ہے۔ چنانچہ ہجرت کے بعد ہی غزوہ بدر' غزوہ احد' غزوہ بنی مصطلق' غزوہ خندق' صلح حدیبیہ' فتح خیبر' جنگ موتہ' فتح مکہ' غزوہ حنین' غزوہ تبوک وغیرہ غزوات و سرایا پیش آئے۔ جس کی وجہ سے کفار و مشرکین و دیگر معاندین اسلام کا غرور ٹوٹا اور انہوں نے پسپائی قبول کی۔ اسلام کو عزت اور غلبہ حاصل ہوا۔ اسلام اور متبعین اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ دینی و دنیاوی کاموں میں ترقی کے موانع ختم ہوئے۔ ہجرت کے بعد ہی ملکوں کے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ نیز ہجرت کے بعد ہی کھلے طور پر عبادت کرنے کی آزادی ملی اور مساجد وغیرہ کا قیام عمل میں آیا' جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے رب سے رشتہ مضبوط کرنے کا مزید موقع فراہم ہوا اور سب سے اہم امر یہ کہ ایک اسلامی مملکت و اسلامی حکومت کا قیام وجود میں آیا' جس کے ذریعہ تمام احکامات کی ترویج و اشاعت اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا میدان ہاتھ آیا۔

الحاصل ہجرت کے بعد ہی اسلام کو کامل و مکمل قوت و غلبہ اور بے نظیر ترقی و کامیابی حاصل ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ: ج ۳،ص ۲۳۲)

سن ہجری سے حساب آسان ہوتا ہے:

موجودہ وقت میں جتنے بھی سن مروج ہیں' ان میں کسی نہ کسی نوع سے دشواری ضرور ہے اور اس کا ادراک ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ مثلاً سن عیسوی شمسی میں مہینوں کے ایام کی تعداد میں تفاوت نہیں ہے' کوئی مہینہ ۲۸ یوم کا' کوئی ۲۹ یوم کا' کوئی ۳۰ یوم کا' کوئی ۳۱ یوم کا ہوتا ہے۔ اب اس سن کے مہینوں کے ایام کے فرق کو حسابی قانون سے واقف اور قواعد ریاضیہ میں ماہر شخص ہی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کون سا مہینہ کس سال میں کتنے دن کا ہوگا۔ اسی طرح سن فصلی (ہندی سال) جس میں چیت' بیساکھ' جیٹھ' اساڑھ وغیرہ مہینے ہوتے ہیں۔ ناخواندہ اور دیہات کے لوگ تو اس کے مہینوں کو یاد رکھتے ہیں' مگر ہر تیسرے سال یا حسب موقع جب کبھی ایک ماہ کا لوند لگتا ہے تو اس وقت ان کو بھی اس کے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

اس کے بالمقابل سن ہجری اور اس کے مہینوں کا یاد رکھنا بہت آسان ہے' اس کو ہر آنکھ والا طلوع

چاند کے وقت آسمان پر نگاہ ڈال کر معلوم کر سکتا ہے اور ہر عالم، جاہل، دیہاتی، شہری، خواہ وہ کہیں کا بسنے والا ہو، بآسانی جان سکتا ہے کہ مہینہ ۳۰ دن کا ہے یا ۲۹ دن کا ہے اور اس کے ادراک کے لئے حساب کے قانون کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی۔ چاند دیکھ کر ایک مہینہ کا آغاز اور دوسرے کا اختتام ہوتا ہے۔ نیز مذکورہ سن میں سال بھر میں کسی حذف و اضافہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی ہے۔ (احج المسیر)

سن ہجری سے حساب کا شرعی حکم:

قرآنی نصوص سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ شریعت مطہرہ میں سن ہجری کا حساب متعین ہے۔ اکثر عبادات اور احکام شرعیہ خصوصاً ان عبادات میں جن کا تعلق کسی مخصوص مہینے اور اس کی تاریخوں سے ہے۔ جیسے رمضان المبارک کے روزے، حج بیت اللہ، عیدین، عدت اور طلاق وغیرہ کہ مذکورہ اعمال کے وجود کا دارو مدار سن ہجری کے ذریعہ حساب پر ہوتا ہے، اس لئے اس کی حفاظت اور انضباط فرض کفایہ ہے۔ (معارف القرآن: ج اول، ص: ۲۹۸، بیان القرآن: ج اول، ص: ۱۰۸،۱۰۷)

اور فرض کفایہ شرعاً مطلوب ہے، بنا بریں سن ہجری کے ذریعہ حساب بھی شرعاً مطلوب و مقصود ہے۔

البتہ بضرورت سن عیسوی یا سن فصلی یا دیگر سنین کے ذریعہ حساب کی گنجائش ہے، لیکن تاریخ کے اندراج کے وقت تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے تاریخ و سن ہجری اور اس کے بعد عیسوی شمسی تاریخ و سن تحریر کرنا چاہئے، کیونکہ سن و تاریخ ہجری کے ساتھ حساب اسلامی شعار اور شناخت ہے، جس سے بے اعتنائی اور غفلت غیرت اسلامی کے خلاف ہے۔ (بیان القرآن: ج اول، صفحہ ۱۰۸)

☆☆..........☆☆

ایک زائر حرم کی التجا

کس منہ سے کروں شکر ادا میرے خدایا — مجھ جیسے گنہگار کو بھی تو نے بلایا
بخشش نے تری بڑھ کے گلے مجھ کو لگایا — ڈبا ہوا دلدل میں گناہوں کے جو پایا
میں بندۂ ناپاک خدایا ترا گھر پاک — بس پاک بنادے مجھے جب در پہ بلایا
میں ذرۂ ناچیز فرومایہ و ناداں — تو قادر و مختار و خطا بخش خدایا
بے مانگے مجھے تو نے عطا کی ہے یہ دولت — میرا کہاں یہ منہ کہ حرم دیکھوں خدایا
میں ایسا گنہگار کہ بس عیب سراپا — تو ایسا خطا پوش کہ ہر عیب چھپایا
میں نے تو شب و روز معاصی میں گزارے — تو ڈالے رہا مجھ پہ عنایات کا سایا
جاؤں تو میں کس منہ سے ترے در پہ الٰہی — افسوس کہ میں نے تو فقط شر ہی کمایا
بدکاریٔ و نالائقی پہچان مری ہے — پونجی ہے یہی میری یہی میرا ہے مایا
تو نے تو محبت سے بلایا مرے مولیٰ — میں نے ہی گناہوں کو فقط دوست بنایا
لیکن مرے مولیٰ تو خداوند کرم ہے — اس کو بھی دیا تو نے، تجھے جس نے بھلایا
تو نے جو عنایت کی نظر اپنی اٹھائی — شیطان صفت جو تھا ولی اس کو بنایا
بادل جو ذرا اٹھا ترے لطف و کرم کا — بندوں کے گناہوں کے پہاڑوں کو بہایا
بس ایک نظر ایسی ہی آقا مری جانب — میرے بھی ہر اک جرم کا جو کردے صفایا
نا اہل ہوں لائق تو نہیں فضل و کرم کے — پابندِ سبب تو بھی نہیں میرے خدایا
نا اہل کو تو چاہے اگر اہل بنادے — مفلس کو غنی کرتی ہیں تیری ہی عطایا
بخشش کو تری میرے گناہ ڈھونڈ رہے ہیں — دکھلادے ذرا ایک جھلک اس کی خدایا
جب در پہ بلایا ہے تو اپنا ہی بنالے — پڑنے نہ دے اب مجھ پہ کسی جرم کا سایا
اللہ مری حاضری مقبول بھی کردے — جب تو نے کرم کرکے مجھے در پہ بلایا

مایوس نہیں ہے تری رحمت سے عطا بھی
جیسا بھی ہے بندہ تو ہے تیرا ہی خدایا

مولانا عطاء الرحمٰن عطا مفتاحی
(جامعہ حسینیہ پورینی، بھاگلپور، بہار)

دوسری قسط

عصمت انبیاء علیہم السلام

مرسلہ: مولوی محمد شفیق الرحمٰن جلال پوری

دلائل و براہین

مولانا مدرار اللہ نقشبندی، مردان

عصمت نبوت کی علامت ہے

علامہ ابن خلدون نے انبیاء علیہم السلام کی عصمت قبل از نبوت پر اتنا زور دیا ہے کہ اس کو نبوت کی ایک بنیادی علامت قرار دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"دوسری علامت انبیاء علیہم السلام کی یہ ہے کہ وحی کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے یہ اپنی طبیعت میں فطرتاً بھلائی و پاکیزگی رکھتے ہیں اور تمام نجس و نامناسب و قابل مذمت اشیاء سے نفرت ان کی سرشت پاک میں جاگزیں ہوتی ہے۔ اسی مادہ فطریہ کو ہم عصمت کے نام سے یاد کرتے ہیں، گویا انبیاء علیہم السلام ابتدائے خلقت سے ہی مذمومات سے کنارہ کش اور نازیبا امور سے متنفر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ابھی بچہ ہی تھے کہ ایک مرتبہ اپنے چچا کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر اپنی ازار میں لا رہے تھے کہ اتنے میں آپ کا ستر اتفاقاً کھل گیا تو فوراً بیہوش ہوگئے، اور جب ستر ڈھانک دیا گیا تو ہوش میں آئے۔ اسی طرح آنجناب ﷺ کسی ولیمہ کی تقریب میں بلائے گئے اور وہاں لہو ولعب کے ساز و سامان مہیا تھے تو آپ ﷺ پر نیند کی غفلت طاری ہوگئی اور طلوع آفتاب تک آپ ﷺ کی یہی کیفیت رہی، گویا اللہ تعالیٰ نے آنجناب ﷺ کو ان لغویات سے پاک ہی رکھا۔"

اور آگے چل کر لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی تیسری پہچان یہ ہے کہ وہ دین و عبادات، نماز، صدقہ و خیرات و پاک دامنی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی صداقت کو اسی سے پہچانا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سے آپ ﷺ کی صداقت کی شناخت کی۔ اور یہ ہر دو کسی ایسی دلیل کے طالب وخواہاں نہ ہوئے جو آپ کی عادات واطوار کے علاوہ ہو۔ صحیح حدیث میں یوں وارد ہے کہ ہرقل کے پاس جب آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلام پیش کرنے کے لئے خط مبارک روانہ فرمایا اور وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے قریشیوں کو بلایا جو اس کے شہر میں موجود تھے کہ ان سے آنجناب ﷺ کا حال دریافت کرے۔ ان قریشیوں میں ابوسفیانؓ بھی تھے تو اس کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ وہ رسول ﷺ تم کو کس بات کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیانؓ بولے: نماز، عبادت، صلہ رحمی اور عفت کا۔ اس کے بعد اس نے اور باتیں بھی دریافت کیں جن کا ابوسفیانؓ جواب دیتے رہے، بعد میں ہرقل بولا کہ: اگر تمہاری باتیں سچی ہیں تو یہ شخص بلاشک نبی و رسول ہے اور عنقریب ملک وسلطنت کا مالک ہوگا۔ اب ذرا ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح ہرقل نے آپ ﷺ کی عصمت اور دین و عبادت سے آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلیل پکڑی اور معجزہ کی طلب وحاجت اس کو نہیں ہوئی۔ لامحالہ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ امور علامات نبوت ہیں۔"

اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے "فقہ اکبر" میں تصریح کی ہے کہ:

"فالحق أنه لا خلاف لأحد في أن نبينا عليه السلام لم يرتكب صغيرة و لا كبيرة، طرفة عين، قبل الوحي وبعده، كما ذكره أبو حنيفة في الفقه الأكبر."

"آنحضرت ﷺ سے نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد لمحہ بھر بھی نہ گناہ صغیرہ صادر ہوا ہے، نہ گناہ کبیرہ اور اس میں کسی کا خلاف مروی نہیں ہے اور یہی حق ہے۔"

اور قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ:

"واعلم أن الأمة مجتمعة على عصمة النبي ﷺ من الشيطان في جسمه وخاطره ولسانه"

"امت نے نبی ﷺ کی عصمت پر اجماع کیا ہے بایں طور کہ شیطان کے اثر سے آپ ﷺ کا جسم مبارک، خیال مبارک اور زبان مبارک، ہر چیز محفوظ ہے۔"

غرض یہ کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے

پہلے اور نبوت کے بعد ذمائم اخلاق اور ہر قسم کے کبائر وصغائر سے عمداً وسہواً معصوم ہوتے ہیں اور فضائل اخلاق اور زیورِ عصمت سے آراستہ ہوتے ہیں۔

قبل از نبوت ارہاصات کا ظہور

انبیاء علیہم السلام سے قبل از نبوت جو کرامات اور خارق عادت افعال صادر ہوئے ہیں ان کو اصطلاحاً ''ارہاصات'' کہتے ہیں اور بعد از نبوت صادر ہونے والی کرامات کو ''معجزات'' کہتے ہیں۔ معجزات اثبات نبوت اور ان کے دعوے کی تصدیق کے لئے ظاہر ہوتے ہیں اور نبوت سے پہلے ارہاصات نبی کی نبوت کی علامت، کرامت اور عظمت شان کے لئے صادر ہوتے ہیں۔

علامہ سیالکوٹیؒ ''ارہاص'' کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''الارهاصات جمع ارهاص ، وهو الخارق الذي يظهر قبل بعثة النبي ، سمي ارهاصاً لكونه تأسيساً لقاعدة النبوة عن ارهصت الحائط إذا أسسته''.

''ارہاصات ارہاص کی جمع ہے۔ یہ وہ خارق عادت فعل ہے جو نبی کی بعثت سے پہلے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ارہاص دیوار کی بنیاد رکھنے کو کہتے ہیں اور قبل از نبوت نبی کی کرامت کو اس لئے ارہاص کہتے ہیں کہ یہ نبوت کی دیوار کے لئے بنیاد کا کام دیتا ہے۔''

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے قبل از نبوت بکثرت ارہاصات اور کرامات ظاہر ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نبوت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں۔ یہ ''صحیح مسلم''، ''مسند احمد'' اور ''مسند دارمی'' کی روایت ہے۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانے میں مجھ کو سلام کیا کرتا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! اپنا حال بیان فرمایئے۔ فرمایا: میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ میری ماں نے جب میں پیٹ میں تھا خواب دیکھا کہ ان کے بدن سے نور نکلا ہے جس سے شام کے محل روشن ہوگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں جاہلیت کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا اور اس کی قربانی کی، ناگاہ اس کے اندر سے بڑے زور سے چیخنے والے کی آواز آئی جس سے زیادہ چیخنے کی آواز میں نے کبھی نہیں سنی، آواز یہ تھی: اے جلیح! یہ بہت کام کی بات ہے کہ ایک فصیح آدمی کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں:

''يا جليح! امر نجيح، رجل فصيح يقول لا إله إلا الله''.

اس قسم کے ارہاصات، کرامات اور اہم واقعات انبیاء علیہم السلام سے قبل از نبوت صادر ہوتے ہیں جو اس امر کی دلیل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے عصمت وعفت اور فضیلت وبزرگی کے زیور سے آراستہ ہوتے ہیں اور ان سے قبل از نبوت یہ آثار وعلامات ان کی آنے والی زندگی کی عظمت شان کی پیشگوئی کرتے ہیں اور جس ماحول اور انسانی معاشرہ میں وہ رہتے ہیں اس میں ان کو عفت وپاکیزگی، اخلاق اور اعلیٰ انسانیت کے لحاظ سے ایک منفرد مقام حاصل ہوتا ہے۔ مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کو صادق وامین کے نام سے پکارتے تھے اور یہ آپ ﷺ کی بلندی اخلاق، پاکیزگی عادات اور صدق وامانت کا نتیجہ تھا کہ مشرکین مکہ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کا یہاں تک احترام کرتے تھے کہ اپنے اختلافات کے موقع پر آپ ﷺ کو اپنا حکم اور ثالث مقرر کرتے تھے۔ مشرکین مکہ کو آنحضرت ﷺ کی ذات قدسی صفات اور پاکیزگی اخلاق پر کتنا اعتماد تھا؟ اس کا اندازہ حجر اسود کے نصب کرنے کے واقعہ سے ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی برکت سے مشرکین مکہ بہت بڑے فساد اور قتل وقتال سے بچ گئے۔

صحیح بخاری میں وحی کی بحث میں وہ مکالمہ درج ہے جو ہرقل اور ابوسفیانؓ کے درمیان آنحضرت ﷺ کی قبل از نبوت زندگی اور آپ ﷺ کے اخلاق وصفات کے بارے میں ہوا تھا ہم علامہ ابن خلدون کے حوالے سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہ مکالمہ آنحضرت ﷺ کی قبل از نبوت پاکیزہ زندگی، عفت وعصمت، صدق وامانت اور نسب وحسب کی اعلیٰ قدروں پر روشنی ڈالتا ہے۔ خود قرآن مقدس گواہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعویٰ نبوت کے بعد مشرکین عرب کے سامنے اپنی پاکیزہ اور ارفع زندگی کو بطور دلیل پیش کیا اور اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی:

''فقد لبثت فيكم عمراً من قبله أفلا تعقلون''

ترجمہ: ''یقیناً میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہ چکا ہوں، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

ان تصریحات سے مستفاد ہوا کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے بلندی اخلاق اور پاکیزگی وتقویٰ کے لحاظ سے ایک منفرد اور ممتاز مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو ولی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نبی ہوتے ہیں اور نبی کے لئے عصمت کا حامل ہونا واجب ہے اور یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، چنانچہ صاحب تمہید لکھتے ہیں کہ:

''انبیاء علیہم السلام نزول وحی سے پہلے بھی نبی معصوم اور واجب العصمت تھے۔''

اور علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ:

"جو قول کہ قابل ترجیح، قابل اعتماد اور صحیح ہے وہ وہی ہے جس کی طرف قاضی عیاضؒ اور دیگر ائمہ گئے ہیں اور وہ یہ کہ انبیاء صغائر و کبائر سب گناہوں سے قصداً سہواً نبوت سے پہلے اور بعد ہر حالت میں معصوم ہیں۔"

ابراہیم علیہ السلام کفر وشرک سے منزہ تھے

نبوت سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے کفر وشرک کے ارتکاب کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب کہ وہ قبل از نبوت صغیرہ گناہوں تک سے قصداً اور سہواً معصوم ہیں، تو معاذ اللہ ان سے شرک کا ارتکاب کیسے متصور ہوسکتا ہے؟ لہٰذا یہ قول باطل ہے کہ:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نبوت سے پہلے عارضی طور پر ہی سہی شرک میں مبتلا ہوگئے تھے اور اس قسم کی بیچ منزلوں سے گزرنا ہر جویائے حق (یعنی ہر پیغمبر) کے لئے ناگزیر ہے۔"

خود قرآن پاک نے تصریح فرمائی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پیش از نبوت ایک لمحہ کے لئے بھی شرک صادر نہیں ہوا ہے اور وہ قبل از نبوت بھی پکے موحد اور کامل مؤمن تھے۔ چنانچہ سورۃ الانعام کی آیت: ۱۶۳ سے یہ حقیقت بخوبی ظاہر ہے:

"پھر وحی کی ہم نے تیری جانب (اے محمد ﷺ) اس بات کی کہ تو اس ابراہیم کی ملت کی پیروی کر جو صرف خدائے واحد کی طرف جھکنے والا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔"

اس آیت میں لفظ "ماکان" آیا ہے اور عربی قواعد کے لحاظ سے "ماکان" ماضی میں نفی استمراری کے لئے آتا ہے، جس کے معنی یہ ہوئے کہ ابراہیم علیہ السلام ماضی میں کسی لمحہ شرک میں مبتلا نہ ہوئے تھے۔

اسی طرح سورۃ الانبیاء کی آیت ۵۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ولقد آتینا إبراهيم رشده من قبل وكنا به عالمين".

ترجمہ: "اور ہم نے ابراہیم کو (اول ہی سے) ہدایت عطا کی تھی اور ہم ان کی (صلاحیت) سے واقف تھے۔"

مفسرین نے اس آیت میں رشد سے ہدایت و نبوت مراد لی ہے اور "من قبل" سے قبل از بلوغ اور قبل از ولادت کا زمانہ مراد لیا ہے۔

"یعنی ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے بلوغ سے قبل ہدایت عطاء کی تھی اور ہم اس پر عالم تھے کہ وہ اس کے اہل ہیں۔"

مفسر حقانی لکھتے ہیں:

"رشد سے مراد نبوت ہے، جس پر جملہ "کنا به عالمین" دلالت کرتا ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اس کو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جس کو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بالامانت وحفاظت سرانجام دے گا اور انجام دینے کے قابل ہے۔ بعض کہتے ہیں: اس سے مراد نور ہدایت اور باطنی روشنی ہے، جس میں نبوت بھی آگئی۔ بعض کہتے ہیں کہ: "من قبل" سے مراد نور ہدایت اور باطنی روشنی ہے، جس میں نبوت بھی آگئی بعض کہتے ہیں کہ: "من قبل" سے مراد لڑکپن کا زمانہ ہے، جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے، جب ہی سے آثار رشد ان میں نمایاں تھے۔"

رئیس المفسرین ابن جریرؒ نے بھی (من قبل) سے قبل از بلوغ کا زمانہ مراد لیا ہے: "ای هداه صغیرا"

اور روح المعانی نے (من قبل) سے قبل از ولادت کا زمانہ مراد لیا ہے: "وقیل من قبل ان یولد."

غرض یہ امر نصوص قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قبل از نبوت زندگی کے کسی بھی لمحے میں شرک میں مبتلا نہیں ہوئے تھے، بلکہ انہیں قبل از بلوغ اور قبل از ولادت ہدایت ونبوت عطا فرمائی گئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے علم ازلی سے یہ معلوم تھا کہ ابراہیم علیہ السلام رشد وہدایت اور نبوت کے صحیح معنوں میں اہل ہیں۔ اور ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوسکتا جو سرے سے نبوت ہی کے منافی ہو۔

اسی طرح فقہ، اصول فقہ اور علم عقائد کی کتابوں نے بھی بالاتفاق یہ تصریح کی ہے اور اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کفر وشرک سے ہمیشہ زندگی کے ہر لمحے میں پاک اور معصوم رہے ہیں۔ "مسلم الثبوت" اور اس کی شرح میں ہے:

"حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی خاتم الانبیاء برگزیدہ خلائق ﷺ تک یہی عقیدہ چلا آرہا ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا ہے، جس نے ایک ادنیٰ لمحہ بھی شرک کیا ہو اور اس پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے۔"

علامہ سعد تفتازانیؒ "شرح عقائد نسفیہ" میں لکھتے ہیں:

"انهم معصومون من الكفر قبل الوحي وبعده بالإجماع"

"بے شک انبیاء علیہم السلام وحی سے پہلے اور وحی کے بعد کفر سے پاک ہوتے ہیں اور اس پر اجماع ہے۔"

اور علامہ سید آلوسیؒ لکھتے ہیں:

"علمائے محققین نے فرمایا ہے کہ یہ جائز نہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول ہو اور اس پر ایسا کوئی بھی وقت آجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانتا ہو یا موحد نہ ہو، بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر وقت عارف اور موحد ہوتے ہیں اور تمام ماسویٰ اللہ سے بری ہوتے ہیں۔"

ان مسائل ودلائل قاطعہ سے اس عقیدے کا بطلان ثابت ہوجاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت سے پہلے معاذ اللہ شرک کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

(جاری ہے)

عدلِ فاروقی

حافظ محمد عبداللہ

یوں تو ہر صحابی اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا لاثانی شاہکار اور گوناگوں محامد و محاسن کا گوہر آبدار ہے، مگر اس باب میں حضرت عمر فاروقؓ کو ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اس مظہر اتم کے بارے میں فرمایا تھا:

''لو کان بعدی نبی لکان عمر۔''

ترجمہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔''

حضرت عمر فاروقؓ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل و شمائل کا احاطہ ایک نشست میں ممکن نہیں۔ سردست ان کی ایک صفت یعنی عدل و انصاف کا ناتمام سا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس سے کسی حد تک معلوم ہوسکے گا کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے عدل و انصاف کی راہ میں کس طرح کسی بھی غرض اور جذبے کو حائل نہیں ہونے دیا۔ حتیٰ کہ باپ بیٹے کے درمیان رشتہ محبت بھی نظام عدل کے نفاذ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔ ذیل میں چند واقعات بالاختصار درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت زید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے دونوں کانوں میں موذن کی طرح انگلیاں دے کر نکلے اور پکار پکار کر کہہ رہے تھے: ''اے مجھے پکارنے والو! میں حاضر ہوں، اے مجھے پکارنے والو! میں حاضر ہوں۔''

لوگ حیران تھے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو کیا ہوگیا ہے۔ آخر انہیں بتایا گیا کہ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ایک نہر کو عبور کرنے کے لئے جب کچھ نہ پایا تو ایک بوڑھے شخص کو نہر کی گہرائی کا اندازہ لگانے کے لئے زبردستی داخل کیا، جو ٹھنڈے پانی اور سردی کی وجہ سے تالاب میں ڈوب کر مرا، ڈوبنے سے پہلے وہ کہہ رہا تھا: ''ہائے عمر! ہائے عمر!۔'' حضرت عمرؓ نے امیر لشکر کو بلایا، جواب طلبی کی، اس نے اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے مختلف فتوحات کا حوالہ دے کر بچنا چاہا، مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''مجھے ایک مسلمان آدمی، تیری ان فتوحات سے کہیں زیادہ محبوب ہے، بہرحال اگر تیری یہ خدمات اور اسلامی فتوحات نہ ہوتیں تو تیری گردن مار دیتا، تو اب اس کے ورثا کو دیت ادا کر اور یہاں سے چلا جا، میں تجھے نہ دیکھوں۔''

(کنزالعمال، ج:۷، ص:۲۹۹)

مصر کے باشندوں میں سے ایک آدمی نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں آکر عرض کی کہ میں نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے سے دوڑنے کی بازی لگائی اور میں اس سے آگے نکل گیا، اس پر اس نے مجھے کوڑے مارنا شروع کردیئے اور ساتھ ہی یہ کہنا بھی شروع کردیا کہ میں بڑے آدمی کا بیٹا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو اپنے بیٹے سمیت بلوایا اور مصری مضروب کے ہاتھ میں کوڑا دے کر عمرو بن العاصؓ کے بیٹے کو مارنے کا حکم دیا۔

طبقات ابن سعد میں حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے عمال کو حکم دیتے تھے کہ حج کے موقع پر سب آپ سے ملیں، چنانچہ جب آپ کے عمال جمع ہوجاتے تو آپؓ کہتے:

''اے لوگو! میں نے اپنے گورنر تم لوگوں پر اس لئے مقرر نہیں کئے کہ وہ تمہاری کھالیں اور تمہارا مال لیں بلکہ اس لئے ان کو بھیجا ہے تاکہ تمہارے آپس کے جھگڑوں کی روک تھام کریں اور تمہارے مال غنیمت کو تمہارے درمیان تقسیم کریں اور وہ آدمی جس کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ اور کیا گیا ہو، کھڑا ہوجائے۔''

(طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۲۱۱)

چنانچہ اسی قسم کا ایک موقع تھا، آپ نے اعلان فرمایا ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا: ''اے امیر المومنین! آپ کے فلاں عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے اسی وقت تحقیق کی اور اسے کہا کہ اٹھ اور اس سے بدلہ لے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا: اے امیر المومنین! اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگ آپ پر بڑی کثرت سے یہ دعوے لائیں گے اور یہ ایک طریقہ بن جائے گا اور آپ کے بعد یہ سنت جاری رہے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''فقط میں ہی بدلہ لینے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں، بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بھی بدلہ لینے کا حکم دیتے تھے۔'' حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک کوڑے کے بدلے دو دینار کے حساب سے دو سو دینار دے کر اسے راضی کرلیا۔''

(کنزالعمال، ج:۷، ص:۲۹۹)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ پیش آیا کہ آپ نے ایک مجاہد غازی کو مال

غنیمت میں سے اس کا حصہ دینا چاہا، مگر اس نے پورا حصہ نہ ہونے کی وجہ سے لینے سے انکار کردیا۔ اس پر ابوموسیٰؓ نے اس کو بیس کوڑے مارے اور اس کا سر منڈوادیا (سزا کا یہی طریقہ تھا کہ کوڑے لگانے کے ساتھ ساتھ سر بھی مونڈا جاتا تھا) اس آدمی نے اپنے بال جمع کرلئے اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کے سینے پر پھینک دیئے۔ حضرت عمرؓ نے ماجرا پوچھا تو اس نے پورا واقعہ سنادیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی وقت حضرت ابوموسیٰؓ کو خط لکھا:

''السلام علیکم! اما بعد! فلاں فلاں نے مجھے ایسی ایسی خبر دی ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تم نے ایسا کیا ہے جو اس نے بیان کیا ہے، اگر لوگوں کے مجمع میں ایسا کیا ہے تو اس کے لئے لوگوں کے مجمع میں بیٹھو، تاکہ وہ تم سے بدلہ لے اور اگر تم نے وہ بات خلوت میں کی ہے تو تم خلوت میں اس کے لئے بیٹھو، تاکہ وہ تم سے بدلہ لے۔ جب اس آدمی نے یہ نامہ گرامی حضرت موسیٰؓ کو دیا تو اسی وقت بدلہ دینے کے لئے بیٹھ گئے، یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا کہ میں نے اللہ کے لئے معاف کیا، اللہ آپ کو معاف کرے۔''

حضرت مکحولؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے بیت المقدس کے پاس ایک نبطی کو بلایا تاکہ وہ ان کا گھوڑا تھام کر کھڑا رہے، اس نبطی نے انکار دیا، حضرت عبادہؓ نے اسے مارا اور اس کا سر پھوڑ دیا۔ اس نے حضرت عمرؓ کے یہاں استغاثہ دائر کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبادہؓ سے تحقیق احوال کی تو انہوں نے یہ کہہ کر اس کی تصدیق کی اور اس کا اعتراف کیا کہ اس نے میری سواری کو تھامنے سے انکار کیا، مجھ میں جلال کا مادہ زیادہ ہے، پس میں نے اسے مار دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بدلہ دینے کے لئے بیٹھو! حضرت زیدؓ نے عرض کیا کہ آپ اپنے غلام کا بدلہ اپنے بھائی سے لے رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے بدلہ چھوڑ کر دیت کے ذریعے حضرت عبادہؓ کے خلاف فیصلہ دیا۔

قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ کسی مسلمان نے ملک شام میں ایک ذمی کو قتل کردیا تھا۔ مقدمہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس لایا گیا، انہوں نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اگر ذمیوں کو قتل کرنے کی اس مسلمان کو عادت پڑ چکی ہے تو اس کو آگے کرکے اس کی گردن ماردو اور اگر طیش میں آکر جلد بازی کی ہے تو اس سے چار ہزار رقم دیت کی تاوان میں لے لو۔

اہل کوفہ میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر کے امیر کی طرف لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے کچھ لوگ عجمی کی تلاش میں نکلتے ہیں اور جب وہ عجمی کو تلاش کرلیتے ہیں اور جب وہ عجمی بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور محفوظ ہوجاتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ: ''مترس'' یعنی مت ڈر، پھر جب اس کو پالیتے ہیں تو قتل کردیتے ہیں اور مجھے خدا کی قسم! اگر تم میں سے کسی ایک کے بھی ایسا کرنے کی اطلاع مجھے ملے گی تو میں ضرور اس کی گردن ماردوں گا۔

حضرت ابوسلمہؓ کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کسی نے اپنی انگلی سے مشرک کو بلانے کے لئے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر وہ مشرک اس اشارہ پر مسلمان کی طرف اتر آیا اور مسلمان نے اس مشرک کو قتل کردیا تو میں اس مسلمان کو ضرور قتل کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمرؓ کی معیت میں جابیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ذمیوں میں سے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ کھانا مانگتا پھر رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا، آپ کو بتایا گیا کہ یہ بوڑھا ذمی اب روزی کمانے کے قابل نہیں رہا، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس ذمی کا جزیہ معاف کردیا اور فرمایا کہ تم لوگوں نے اسے جزیہ کی تکلیف دی، جب یہ بوڑھا ہوگیا تو تم نے اس کو ایسی حالت میں کردیا کہ کھانا مانگتا پھر رہا ہے، اس کے بعد بیت المال سے اس کے لئے دس درہم مقرر کردیئے۔

حضرت یزید بن مالک فرماتے ہیں کہ مسلمان جابیہ میں تھے اور ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے، ایک ذمی نے آپ کی خدمت میں آکر آپ کو خبر دی کہ لوگوں نے میرے انگور کے باغ میں یلغار کی ہے۔ حضرت عمرؓ اس کی تحقیق کے لئے نکلے، راستے میں ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی جو ڈھال اٹھائے ہوئے تھا اور اس پر انگور تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے بھی جھپٹا مارا ہے؟ اس نے عرض کی: اے امیرالمومنین! ہم لوگوں کو بھوک لگی ہوئی تھی، حضرت عمرؓ وہاں سے واپس ہوئے اور اس باغ والے کو انگوروں کی قیمت دینے کا حکم دیا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی حضرت عمرؓ کے پاس جھگڑا لائے، حضرت عمرؓ نے یہودی کو حق پر جانا اور اس کی موافقت میں فیصلہ دیا، یہودی نے کہا: خدا کی قسم! آپ نے حق فیصلہ دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تمہیں کس طرح پتہ چلا تو اس نے کہا: خدا کی قسم! ہمیں تورات میں یہ لکھا ہوا ملا ہے کہ جو قاضی حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں اور بائیں جانب دو فرشتے ہوتے ہیں، جو اس کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں اور جب قاضی حق کو چھوڑ بیٹھتا ہے وہ فرشتے اس کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

☆☆......☆☆

بقیہ:......اداریہ

ہراس پھیل گیا، جبکہ اطلاع ملنے پر جامعہ احسن العلوم کے طالب علموں کی بڑی تعداد اور اساتذہ ہسپتالوں میں پہنچ گئے۔ مدرسے کے طالب علموں نے بتایا کہ مغرب کی نماز کے بعد مدرسے کے طالب علم چائے پینے کے لئے مذکورہ ہوٹل پر جاتے ہیں اور معمول کی طرح آج بھی چائے پینے گئے تھے کہ موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ طالب علموں نے بتایا کہ مقتولین اور زخمیوں کا تعلق دورۂ حدیث سے تھا اور تمام طالب علموں کا آخری سال ہے جو چند دنوں میں ہی فارغ التحصیل ہونے والے تھے۔ پولیس کے مطابق مقتول حبیب احمد کا آبائی تعلق سوات سے تھا اور وہ درجہ سابعہ کا طالب علم تھا، محبت اللہ مدرسہ ابوبکر کا طالب علم تھا اور ہوٹل کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ فائرنگ کی زد میں آ گیا، واقعے کے بعد گلشن اقبال کے مختلف علاقوں میں کشیدگی پھیل گئی، دکانیں اور بازار بند ہو گئے۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۱رنومبر۲۰۱۲ء)

اس افسوسناک اور اندوہناک واقعہ پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے کیا، ردعمل ظاہر کیا وہ اس خبر میں ملاحظہ ہو:

''کراچی، اسلام آباد (ثنا نیوز) کراچی کے دینی مدرسہ احسن العلوم کے طلبا کی شہادت افسوسناک سانحہ ہے۔ حکومت علما، طلبا اور عوام کے تحفظ میں ناکام ہو گئی۔ بے گناہ طلبا کے خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو بے نقاب کیا جائے اور نشانِ عبرت بنایا جائے۔ اس سانحے پر فوری ایکشن نہ لینے کی صورت میں وفاق المدارس کے کل اسلام آباد میں منعقد ہونے والے اعلیٰ سطحی اجلاس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا انوار الحق نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ تسلسل کے ساتھ ہونے والے ٹارگٹ کلنگ کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت علماء، طلبا اور عوام کے جان و مال کے تحفظ میں بُری طرح ناکام ہو گئی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کے قائدین نے بے گناہ طلبا کے خون سے ہاتھ رنگنے والوں کو بے نقاب کرنے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ وفاق المدارس کے قائدین نے کہا کہ اگر اس واقعہ پر فوری ایکشن نہ لیا گیا تو شدید احتجاج کیا جائے گا۔ اجلاس میں مدارس دینیہ کو درپیش مسائل بالخصوص مدارس کے اساتذہ، طلبا کی پے در پے شہادتوں، مدارس پر بلاوجہ مارے جانے والے چھاپوں اور ارباب مدارس کو ہراساں کرنے کی کارروائیوں کے بعد پیش آنے والی صورت حال پر غور کیا جائے گا اور بعدازاں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان بھی کیا جائے گا۔ اجلاس کی صدارت اتحاد تنظیمات مدارس اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کریں گے جبکہ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن، دفاع پاکستان کونسل کے رہنما مولانا سمیع الحق، وفاق المدارس کے جنرل سیکریٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا انوار الحق نائب مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا قاضی عبدالرشید ڈپٹی سیکریٹری جنرل وفاق المدارس اور مولانا ظہور احمد علوی سمیت دیگر علماء کرام اور ملک بھر سے اہم شخصیات شریک ہوں گی۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۱۱رنومبر۲۰۱۲ء)

ہم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے علماء کرام، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہوں، مدارس کی مہتممین و منتظمین سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ آپس میں اتحاد و اتفاق کو مزید پختہ کریں، اجتماعیت والی سوچ کو اپنائیں اور کوئی ایسا متفقہ لائحہ عمل طے کریں کہ جس سے اہل کراچی کے زخموں کا مداوا ہو اور انہیں سکون و اطمینان کا احساس ہو۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان شہید طلبا کے لئے رفع درجات کی دعا اور ان کے لواحقین اور اعزہ و اقرباً سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے، خصوصاً جامعہ احسن العلوم کے رئیس و شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کو ان طلبا کی المناک شہادت سے جو صدمہ پہنچا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور ان شہید طلبا کے خون کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کے اس چمن کو آباد و شاد رکھے آمین۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

نئی
Easy Tear
پیکنگ میں
نزلہ' زکام' گلے کی خراش اور کھانسی!
Take NO Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy
ہمدرد

مناقب صحابہ کرام واہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

ارشادِ باری تعالیٰ:

"اور جو لوگ قدیم ہیں' پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور رکھے ہیں واسطے ان کے باغ' نیچے بہتی نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔" (سورۂ توبہ:۱۰۰)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے حضور نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے کسی صحابی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی نہ کرو' کیونکہ ان کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں اس درجہ بلند ہے کہ اگر کوئی غیر صحابی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو میرے صحابی کے ایک سیر بلکہ آدھ سیر جو خیرات کرنے کے برابر بھی نہ ہوگا۔" (بخاری' مسلم' ابوداؤد' ترمذی)

حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوں تو ان سے یوں کہہ دو کہ تمہاری اس بُری حرکت پر خدا کی لعنت ہو۔"

(ترمذی عن عبداللہ بن عمرؓ)

سرورِ کائناتﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرو میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد (یہ جملہ آپﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا) اس کے بعد فرمایا کہ میرے صحابہ کو لعن وطعن کا نشانہ مت بناؤ' یاد رکھو جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا تو درحقیقت اس کو میری محبت کی بنا پر ان سے محبت ہوگی اور جو ان سے بغض رکھے گا تو درحقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض ہوگا' جو میرے صحابہ کو اذیت دے گا' اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی' اس نے حق تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے حق تعالیٰ کو اذیت دی تو اس پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔"

(ترمذی عن عبداللہ بن مغفلؓ مرفوعاً)

مناقب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے علی (ؓ) کی شان میں گستاخی کی تو گویا اس نے میری شان میں گستاخی کی۔" (رواہ احمد)

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد فرمایا کہ:

اے لوگو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں تمام مومنوں کے نزدیک ان کی جانوں سے بھی عزیز تر ہوں؟ سب نے تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا: بیشک ایسا ہی ہے' اس کے بعد آپﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں؟ سب نے عرض کیا: بیشک ایسا ہی ہے' اس کے بعد آپﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! میں جس کا مولیٰ بن جاؤں' علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہوں' اے اللہ! محبت کیجئے اس شخص سے جو علیؓ سے محبت کرے اور دشمن رکھئے اس شخص کو جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس ارشاد کے بعد عمر فاروقؓ نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مبارکباد دی اور فرمایا: "اے ابن ابی طالب! مبارک ہو اب تو آپ ہر مومن مرد وعورت کے مولیٰ بن گئے۔" (رواہ احمد)

مناقب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراءؓ:

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جس نے اس کو مبغوض رکھا اس نے مجھ کو مبغوض رکھا اور جس نے اس کو ناخوش کیا اس نے مجھ کو ناخوش کیا اور جس نے اس کو اذیت

پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی۔"
(بخاری ومسلم)

حضور اقدس ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"آج کی رات میں ایک مقدس فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو اس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا اور حق تعالیٰ سے اجازت لے کر اس مقصد سے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اور یہ بشارت سنائے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔" (ترمذی)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"وفات مبارک سے چند روز پہلے حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! تمہارے لئے بہت خوشی کا مقام ہے کہ تمہیں جنتی عورتوں کی سردار بنایا جائے گا۔" (بخاری ومسلم)

مناقب سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما:

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

"(حضرت) حسن رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے نصف اعلیٰ میں سر تا بہ سینہ تک بہت مشابہ تھے اور (حضرت) حسین رضی اللہ عنہ سینہ کے بعد سے قدم مبارک تک نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے۔"
(ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

"حضور اقدس ﷺ کی گود میں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما تھے اور آپ یہ دعا فرما رہے تھے: "اے اللہ! میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں' اے اللہ! آپ بھی ان دونوں کو اپنا محبوب بنالیجئے اور ان لوگوں سے بھی محبت فرمایئے جو ان سے سچی محبت کریں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے اس طرح تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے ایک کاندھے پر حسن (رضی اللہ عنہ) اور دوسرے پر حسین (رضی اللہ عنہ) تھے آپ ﷺ غایت شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے اور کبھی دوسرے کو اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم آپ کو تو ان دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) سے محبت کرے گا اس نے درحقیقت مجھ سے محبت کی اور جو ان دونوں سے بغض رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔"
(البدایہ والنہایہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے محبوب مجھ کو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں اور بارہا آپ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کرتے تھے:

"میرے پاس میرے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو بلا دو تاکہ میں ان کو محبت سے اپنے سینے سے لگاؤں اور پیار کروں۔" (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے اس شان سے کہ آپ ایک اونی منقش کمبل اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں حسن بن علی آگئے' آپ نے ان کو اپنے کمبل میں داخل کرلیا' پھر حسین رضی اللہ عنہ بھی آگئے' آپ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا' پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کرلیا' ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے' آپ نے ان کو بھی اسی کمبل میں لے لیا' اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو! تم سے (معصیت و نافرمانی کی) گندگی دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً عقیدۃً وعملاً وخلقاً) بالکل پاک وصاف رکھے۔"
(ترجمہ از تفسیر بیان القرآن)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اپنی تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

"غرض کہ لفظ اہل بیت کے دو مفہوم ہیں' ایک ازواج' دوسرے عترت' خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے' کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی ہوسکتا ہے۔" (تفسیر بیان القرآن)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مقام خم کے قریب جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے' کھڑے ہوکر عام مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا' خطبہ میں حمد وثنا کے بعد مختلف نصیحتیں فرمائیں اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں' عنقریب زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا پیامی آئے گا اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہوں

گا تو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا' ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے' تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑلو اور اس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کرو۔''

اس کے بعد آپ نے مختلف طریقے پر کتاب اللہ کی حفاظت اور اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی اس کے بعد ارشاد فرمایا:

''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں' تم خدا سے ڈرنا میرے اہل بیت کے معاملے میں' تم اللہ سے ڈرنا میرے اہل بیت کے معاملے میں' (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا)۔'' (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:

''جب ایک عراقی محرم نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ بحالت احرام مکھی کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے ناخوش ہوکر ارشاد فرمایا: اہل عراق مجھ سے بحالت احرام مکھی مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہے ہیں' حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کردیا اور یاد رکھو نبی کریم ﷺ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دنیا میں میری ''خوشبوئیں'' ہیں۔'' (بخاری)

حضرت ام فضل (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے:

''ایک روز میں حسین (رضی اللہ عنہ) کو گود میں لئے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں ان کو بٹھلا دیا' آپ ان کو گود میں لئے ہوئے تھے کہ میں پھر کسی کام میں لگ گئی' اچانک جب میری نگاہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں' حیرت سے میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہورہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ابھی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور مجھ کو مطلع کیا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میرے امتی میرے اس پیارے بیٹے کو قتل کردیں گے' ام فضل ؓ کہتی ہیں' میں نے دوبارہ تعجب سے معلوم کیا کہ کیا حسین (رضی اللہ عنہ) ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں حسین ہی کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔'' (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پراگندہ بال غبار آلود تھے' آپ کے دست مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا' پس میں نے عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان' آپ ﷺ کا یہ کیا حال ہے اور یہ شیشی کیسی ہے؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حسین اور ان کے یاروں کا خون ہے' میں صبح سے اب تک اسے جمع کرتا رہا ہوں۔''

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں:

''میں نے اس وقت کو اچھی طرح سے یاد رکھا' پس میں نے پایا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) ٹھیک اسی وقت میں شہید کئے گئے۔'' (مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ' رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ورواہ احمد) ☆☆

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ کا زہد!

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلویؒ ہمارے حضرت شیخ زکریا صاحبؒ کی دادی کے نانا ہوتے تھے، بڑے زبردست عالم، بڑے زبردست محدث، حضرت شاہ اسحاق صاحب کے بھائی حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب سے اجازت حاصل تھی، بڑے اونچے درجے کے عالم تھے اور کاندھلہ میں ان کے علم، تقویٰ، عبادات اور زہد کی شہرت تھی، پیدل سفر کرتے تھے۔ دہلی میں پڑھے، دہلی میں اس طرح تعلیم حاصل کی کہ جب تک دہلی میں رہے صرف روٹی کھاتے تھے، سالن نہیں کھاتے تھے۔ اس لئے کہ وہاں کے دکاندار سالن میں آمچور ڈالتے تھے، آمچور آم کی کھٹائی ہوتی ہے۔ حضرت فرماتے تھے کہ آموں کی بیع قبل بدو صلاح ہوتی ہے لہٰذا اگرچہ فتویٰ یہ ہے کہ جب تک متعین طور پر معلوم نہ ہو تو عام لوگوں کے لئے فتویٰ کی رو سے تو جائز ہے لیکن تقویٰ یہ ہے کہ یہ سالن نہ کھایا جائے سالن میں آمچور پڑا ہوتا تھا اور اس آمچور کی بیع قبل بدو صلاح ہوئی ہے تو دہلی کے قیام کے دوران کبھی سالن نہیں کھایا، صرف روٹی پر اکتفا کرتے تھے کاندھلہ پیدل آرہے ہیں دیکھا کہ ایک بوڑھا سا آدمی کچھ اپنا سامان لاد کر لے جارہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ اس پر بوجھ بہت پڑ رہا ہے تو حضرت مولانا مظفر حسین صاحب نے سلام کیا اور کہا: آپ کو سامان اٹھانے میں دقت ہورہی ہے، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں سامان اٹھالوں؟ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! وہ سارا بوجھ حضرت نے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور پیدل چلتے رہے، راستے میں پوچھا کہ بھئی آپ کہاں جارہے ہیں؟ کاندھلہ جارہا ہوں! کیوں جارہے ہیں؟ کہ وہاں ایک بڑے بزرگ ہیں، ان کا نام مولانا مظفر حسین صاحب ہے، ان کی زیارت کے لئے جارہا ہوں، سنا ہے بڑے بزرگ ہیں آپ جانتے نہیں؟ مولانا نے کہا: میں جانتا ہوں، اس نے کہا سنا ہے کہ بڑے بزرگ ہیں حضرت نے کہا: ہاں! نماز پڑھ لیتے ہیں، چلتے گئے یہاں تک کہ جب کاندھلہ میں داخل ہوئے اور حضرت کو لوگوں نے دیکھا، وہ لوگ حضرت کو پہچانتے تھے وہ دوڑ کے آگئے کہ حضرت نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے اب وہ شخص شرمندہ ہوا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ خدا کے لئے مجھے معاف کردو، حضرت نے فرمایا: اس میں معافی کی کیا بات ہے، آپ کو اٹھانے میں تکلیف ہورہی تھی میں نے اٹھالیا، اس میں کیا بات ہے؟ آپ کی خدمت کرنے کا موقع مل گیا تو ہمارے بزرگ کسی چیز سے غافل نہیں تھے۔ ☆

یاد رفتگاں

آہ! حضرت مولانا قاری محمد یعقوب نقشبندیؒ جلال پوری بھی چل بسے

محمد یوسف نقشبندی جلال پوری

بروز جمعرات ۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو مشہور خوش الحان قاری، حضرت مولانا قاری محمد یعقوب نقشبندی جلال پوریؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے، آپ کچھ عرصہ سے شوگر کی بیماری میں مبتلا تھے۔ لاہور، کراچی اور ملتان سے آپ کا علاج بھی ہوتا رہا، مگر آپ جانبر نہ ہوسکے۔ آپ نے ۷۰ سال عمر پائی۔ جماعت موسویہ نقشبندیہ (ٹرسٹ) کے آپ امیر تھے۔ آپ نے ملک کے مشہور اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی۔ قاری عبدالوہاب مکی آف لاہور آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد موسیٰ نقشبندیؒ اپنے علاقہ کی معروف روحانی شخصیت تھے، جو حضرت حافظ صاحب کے نام سے معروف تھے۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے جلال پور پیروالہ شہر میں ایک مدرسہ موسویہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی تھی، آج کل اس کے مدیر حضرت مولانا قاری صاحبؒ تھے۔

اس مدرسہ سے آج تک ہزاروں علماء کرام و قرا حضرات نے اپنے سینے نبوی علوم سے منور کئے۔ جو آج اندرون و بیرون ملک دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ آپ انتہائی نرم طبیعت کے مالک تھے، مدرسہ کے طلبا کے ساتھ انتہائی محبت وشفقت سے پیش آتے تھے، جب تک آپ کی ہمت رہی دارالعلوم موسویہ نقشبندیہ کی جامع مسجد میں آپ نے ہی خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ دور دراز کے علاقوں سے لوگ آپ کی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے حاضری دیتے اور آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے، آپ بیک وقت قاری، خطیب اور نعت خواں تھے۔ رمضان المبارک میں سحری کے وقت آپ نعت خوانی کرتے اور ایک عجیب سماں باندھ دیتے۔ آپ نے اندرون و بیرون ملک کی قرأت کے مقابلوں میں شرکت کی اور ایوارڈز حاصل کئے۔

ریڈیو اسٹیشن اسلام آباد سے آج تک آپ کی تلاوت نشر ہوتی ہے، اسی طرح بہاولپور ریڈیو اسٹیشن سے آپ کی تلاوت، عصر، مغرب اور عشاء کی اذان نشر ہوتی ہے۔ وہ میرے انتہائی شفیق استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سیدنا خاتم النبیین۔ آپ کی نماز جنازہ گلستان فاطمہ میں ادا کی گئی۔ آپ کے فرزند مولانا محمد عمر زکریا نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ مدرسہ نقشبندیہ میں ادا کی گئی۔ جو آپ کے فرزند مفتی محمد عثمان یحییٰ نے پڑھائی، آپ کی نماز جنازہ میں علاقہ بھر کی دینی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے شرکت کی، جن میں مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن (مدیر جامعہ مدنیہ بہاولپور)، مولانا محمد زبیر صدیقی (مدیر جامعہ فاروقیہ شجاع آباد)، مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ ختم نبوت بہاولپور، قاری ظفر اللہ خان، مولانا عطاء الرحمٰن بن مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، پروفیسر عبدالشکور (مدیر جامعہ رحمانیہ)، مولانا قاری رشید احمد (خطیب جامع مسجد الصادق بہاولپور)، قاری محمد معاذ، حسین احمد نقشبندی، قاری عبدالرحیم فاروقی، عبدالرحمٰن جامی، مولانا محمد طیب نقشبندی، مولانا محمد ابوبکر بن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ کئی احباب نے شرکت کی۔

حضرت قاری صاحبؒ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ تمام بیٹے عالم دین ہیں، سب سے بڑے بیٹے مولانا محمد ابوبکر یوسف ہیں جو آج کل مدرسہ کے مدیر ہیں، آپ نے اپنی زندگی کے دس سال طائف کی جامع مسجد میں امامت کی۔ تیسرے بیٹے مولانا مفتی عثمان یحییٰ جلال پوری ہیں جو جامع مسجد نور نیول ہائنس کراچی کے خطیب ہیں، دوسرے بیٹے مولانا محمد عمر زکریا صاحب ہیں جو اپنے علاقہ کے ایک مدرسہ کے مدیر ہیں، چوتھے بیٹے مولانا محمد علی الیاس ہیں جو مسجد نقشبندیہ کے امام ہیں اور پرائیویٹ اسکول کے ٹیچر ہیں اور پانچویں بیٹے مولانا محمد معاویہ موسیٰ جنہوں نے ساری زندگی حضرت قاری صاحبؒ کی خدمت کرتے ہوئے گزاری، حضرت قاری صاحبؒ کے والد حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ کی قبر مدرسہ کے اندر ہے اور ان کی قبر پر ہزاروں کی تعداد میں مرید آکر مراقبہ کرتے ہیں، ہر سال سالانہ اجتماع ہوتا ہے اور ہر جمعرات کو مجلس ذکر و مراقبہ منعقد ہوتی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ پچھلے دنوں جلال پور تشریف لائے تو خصوصی طور پر حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب کی قبر پر تشریف لے گئے اور فاتحہ خوانی کی۔ گوجرانوالہ کے حافظ محمد ثاقب صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔

حضرت مولانا قاری محمد یعقوب صاحب کے دو بھائی عرصہ دراز سے طائف اور مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحبؒ کی حسنات کو قبول فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

پانچ روزہ ردِّ قادیانیت کورس کراچی

مولانا شعیب کمال

الحمدللہ! گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر انتظام بقر عید کی چھٹیوں میں پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت و رد قادیانیت کورس منعقد کیا گیا۔ کورس ۱۳ تا ۱۷ ذوالحجہ بمطابق ۳۰ ؍اکتوبر تا ۳ ؍نومبر تک جاری رہا، جس میں دینی مدارس کے طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ مجلس کے مرکزی مبلغین ودیگر جید علماء کرام نے کورس کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام، انکار حدیث، ظہور مہدی، مرزا قادیانی کی تضاد بیانی، قادیانی تحریفات کے جوابات جیسے اہم موضوعات پر مدلل ومفصل اسباق پڑھائے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا دن:

کورس کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن کریم سے ہوا، بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا افتتاحی خطاب ہوا، انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد اور اساس ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدے کے اوپر قائم ہے، آج قادیانی اپنے کفر کو پھیلانے کے لئے بھرپور ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث ہیں، ہماری بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم دلائل اور براہین سے لیس ہوکر میدان عمل میں نکلیں۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا راشد مدنی نے حیات ورفع عیسیٰ علیہ السلام پر پُرمغز ومدلل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیوں کے دو گروہ ہیں: ایک کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے گناہوں کے کفارے کے لئے صلیب پر چڑھ گئے، پھر اللہ نے ان کو اٹھالیا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ آپ سولی پر چڑھ کر وفات پاگئے۔ آپ کو دفن کیا گیا، تین دن بعد اللہ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ قرآن نے عقیدہ صلیب کی نفی کی فرمایا: ”وما صلبوہ“ اور عقیدۂ رفع کے اثبات میں کہا: ”بل رفعه اللّٰه اليه“ پھر قرآن کریم نے ”ولکن شبه لهم“ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودا نامی شخص پر شبیہ ڈال دی تھی، جس کو پھانسی دے کر یہودی مغالطے میں پڑ گئے تھے۔

مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی نے انکار حدیث کے فتنہ پر دلائل وبراہین سے لیس سبق پڑھایا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ انکار حدیث وہ فتنہ ہے کہ جس نے اسلام کی جڑیں ہلانے کی کوشش کی۔ دور جدید میں برصغیر میں سرسید احمد خان اور مغرب میں طٰہٰ حسین نے اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ سرسید کے بعد عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز، عنایت اللہ مشرقی، حبیب الرحمن صدیقی اور جاوید احمد غامدی نے اس فتنہ کی آبیاری کی، تمام منکرین حدیث میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کے منکر ہیں، ان کی دلیل: ”ان الحکم الا للّٰه“ ہے جو خالصتاً خارجی استدلال ہے کیونکہ قرآن میں ہے کہ: ”وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ“ یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد حدیث لکھی گئی بالکل غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہ کرامؓ احادیث لکھا کرتے تھے، البتہ موجودہ ترتیب وتدوین سے نہ تھی کیونکہ اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں قرآن وحدیث میں خلط ملط نہ ہوجائے۔

دوسرا دن:

آج پہلا سبق مولانا راشد مدنی نے پڑھایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق گفتگو

توہین رسالت قانون میں ترمیم برداشت نہیں: اتحاد امت کانفرنس

اسلام آباد (نمائندہ ایکسپریس، خبر ایجنسیاں، مانیٹرنگ ڈیسک) عالمی اتحاد امت کانفرنس نے واضح کیا ہے کہ ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل وغارت خلاف اسلام ہے، امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لئے مشترکہ کوششیں کی جائیں، توہین رسالت کے قانون میں ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی۔ کنونشن اسلام آباد میں ہونے والی کانفرنس کا اہتمام ملی یکجہتی کونسل نے کیا تھا، کانفرنس کے اختتام پر ملی یکجہتی کونسل کے سربراہ قاضی حسین احمد نے مشترکہ اعلامیہ جاری کیا، اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ امت مسلمہ کی اصلی شناخت اسلام ہے اور یہی ہماری وحدت کی بنیاد اور دنیا وآخرت میں ہماری کامیابی کی ضامن ہے، دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنا اور امت مسلمہ میں اتحاد وقت کی ضرورت ہے، اختلافات اور بگاڑ کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام مکاتب فکر نظم مملکت اور نفاذ شریعت کے لئے ایک بنیاد پر متفق ہوں۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آپ کی توہین کا مرتکب فرد شرعاً اور قانوناً موت کی سزا کا مستحق ہے، توہین رسالت کے ملکی قانون میں ہر ترمیم کی مخالفت کریں گے ..... (روزنامہ ایکسپریس کراچی ۱۲؍نومبر ۲۰۱۲ء)

کرتے ہوئے کہا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو دجال کے قتل کے لئے روانہ ہوجائیں گے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودیوں کا لشکر ہوگا، اس نے مصنوعی جنت بنا رکھی ہوگی، خدائی کا دعویٰ کرے گا، دجال کے قتل کے بعد تمام یہودی مارے جائیں گے اور پھر تمام ادیان باطلہ بھی مٹ جائیں گے، پوری دنیا میں صرف اسلام کا پھریرہ لہرائے گا۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دو سال بعد حضرت مہدی علیہ الرضوان کا انتقال ہوگا، مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت عیسیٰ حج وعمرہ ادا کرکے روضۂ اقدس پر حاضر ہوں گے اور سلام پڑھیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیں گے اور حضرت عیسیٰ سنیں گے، حضرت عیسیٰ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی پھر انتقال ہوگا اور روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مولانا فیصل خلیل نے ''اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف'' کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اختلافات دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) فروعی اختلاف: یہ مسائل کا اختلاف ہے، اس سے کفر لازم نہیں آتا۔

(۲) اصولی اختلاف عقائد کا اختلاف ہوتا ہے جو کفر میں داخل کردیتا ہے۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان فروعی نہیں بلکہ اصولی اختلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے اسلام کے کئی بنیادی عقائد سے انکار کیا ہے، سب سے پہلا اختلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ہے۔ مرزا نے خود کو خاتم الانبیاء قرار دیا۔ مرزا نے اسلام کے مسلمہ عقیدے جہاد کی بھی بڑے شد ومد سے نفی کی اور لکھا کہ مجھ پر کافروں سے قتال کرنا حرام کردیا گیا۔

مولانا قاضی احسان احمد نے تحریک ختم نبوت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تو علماء کرام اس کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ کے حکم پر تمام علماء نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی، پہلی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں چلی، صرف لاہور میں دس ہزار نوجوان آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان ہوگئے، پھر ۱۹۷۴ء میں تحریک چلی اور خون شہیداں رنگ لایا، قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں کافر لکھ دیا گیا، پھر جب ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں نے دوبارہ پر پرزے نکالے تو انہیں شعائر اسلام استعمال کرنے سے بھی روک دیا گیا۔

تیسرا دن:

مولانا مفتی راشد مدنی نے ''ظہور مہدی علیہ الرضوان'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ مہدی علیہ الرضوان سے متعلق تین گروہ ہیں: (۱) خوارج: جو آپ کی آمد کے منکر ہیں، (۲) روافض: جنہوں نے آپ کے رتبہ کو انبیاء سے بھی بڑھا دیا، (۳) اہلسنت والجماعت: اس سلسلے میں نہ افراط کا شکار ہے نہ تفریط کا، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے نبی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے، نام محمد ہوگا، والد کا نام عبداللہ ہوگا، پوری دنیا میں اسلام نافذ کریں گے۔

جامعہ فاروقیہ کراچی کے استاذ مولانا ناز محمد نے اپنے بیان میں قادیانی تحریفات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی آیت خاتم النبیین میں تحریف کرتے ہیں، خاتم کا معنی مہر ہے، یعنی حضور علیہ السلام کی مہر سے نبی بنیں گے۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح نبی بنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ معنی کسی مفسر نے نہیں لکھا اور نہ کسی لغت میں یہ معنی مذکور ہے۔ خود مرزا قادیانی کی عبارت سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ مرزا لکھتا ہے:

''اور میرے بعد میرے ماں باپ کے گھر کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی گویا میں اپنے والدین کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اب ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ یہاں خاتم الاولاد کا کیا معنی ہے؟ اگر آخری اولاد مراد ہے تو خاتم النبیین میں بھی آخری نبی مراد لو اور اگر خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی مہر سے نبی بنتے ہیں تو خاتم الاولاد کا مطلب یہ ہوگا کہ اب

حلقہ اورنگی ٹاؤن کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اورنگی ٹاؤن کراچی کا اجلاس ۴ر نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد قبا سیکٹر 4/E اورنگی ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حلقہ اورنگی کے تمام کارکنان نے بھرپور شرکت کی، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ ماہ صفر میں اورنگی نمبر 11 اور ماہ ربیع الاول میں بنگلہ نگر کے علاقے میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ تمام کارکن اس کے لئے ابھی سے کوششوں کا آغاز کردیں۔ اجلاس کے دوران چار ٹیمیں تشکیل دی گئیں جو مختلف علاقوں میں دکانوں سے قادیانی مصنوعات کے خاتمہ کے لئے گشت کریں گی۔ اجلاس سے گفتگو کرتے ہوئے حلقہ اورنگی کے ذمہ دار مولانا شعیب نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ اس کے تحفظ کے لئے دیوانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ ہمارے اکابر نے اپنا تن من دھن سب کچھ وار کر یہ مشن ہم تک پہنچایا ہے۔ ہمیں بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس فرض کی تکمیل کرنی چاہئے۔

مرزا کی مہر سے اولاد پیدا ہوگی۔

مولانا قاضی احسان احمد نے قرآن وحدیث سے عقیدۂ ختم نبوت پر دلائل دیتے ہوئے کہا کہ: ''والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک'' اس آیت میں حضور علیہ السلام پر اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والوں کے لئے کامیابی کا اعلان ہے، اگر حضور علیہ السلام کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا، جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں تو ''من قبلک'' کے بعد ''من بعدک'' بھی ہوتا۔ مولانا نے اس کے علاوہ آیت خاتم النبیین سمیت چند دیگر آیات کی بھی تشریح کی، دوسودس میں سے چند احادیث کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تیس جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی پیشینگوئی کی ہے اور اعلان فرمایا:

''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

چوتھا دن:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے ''مرزا قادیانی کی پیشینگوئیاں'' کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنے دور میں بہت سی پیشینگوئیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہر موقع پر خائب وخاسر کیا اور اس کی کوئی پیشینگوئی بھی پوری نہ ہوسکی۔ مرزا نے دعویٰ کیا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی اور خدائی فیصلہ ہوچکا ہے، مگر مرتے دم تک وہ چلاتا رہا اور محمدی بیگم کے گھر والوں کو ڈراتا دھمکاتا رہا، مگر وہ باطل کے سامنے ڈٹ گئے اور محمدی بیگم کو مرزا کے نکاح میں دینے سے انکار کردیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے ''اوصاف نبوت'' بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر نبی میں چند اوصاف ہوتے ہیں جن میں سے دو یہ ہیں: (۱) عقل کامل، (۲) حفظ کامل۔ صرف ان دونشانیوں ہی کو اگر دیکھ لیا جائے تو مرزا ان سے بالکل کورا تھا۔ انبیاء علیہم السلام تو دور کی بات مرزا اپنے عہد کے علماء کے برابر بھی نہیں تھا۔ نبوت کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ نبی مرد ہو، عورت نبی نہیں بن سکتی۔ مرزا نے خود کو عورت کہا، اس کی کتابوں میں لکھا ہے کہ: ''میں مریم ہوں اور مجھے حمل بھی ہوا ہے۔'' اسی طرح نبی بااخلاق اور باکردار ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اخلاق اتنے عالی تھے کہ دشمن بھی مانتے تھے جبکہ مرزے نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا، اس کی کتب ایسی گالیوں سے بھری ہوئی ہیں کہ پڑھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، کیا ایسا شخص منصب نبوت کے لائق ہے؟؟؟؟

پانچواں دن:

آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے ''قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت'' پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی آئین کے تحت قادیانی کافر ہیں، یہ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کرسکتے۔ کلمہ طیبہ، بسم اللہ، الحمدللہ! اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے، اپنے لئے مساجد کی تعمیر وغیرہ نہیں کرسکتے حتی کہ کسی مسلمان کو سلام بھی نہیں کرسکتے۔ ختم نبوت کے مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے بہت سے جج بھی مسئلہ ختم نبوت سے ناواقف ہیں۔ گوہر شاہی کے خلاف مقدمہ میں جج نے مجھ سے کہا کہ آپ کون ہوتے ہیں کسی کو کلمہ پڑھنے سے روکنے والے؟ یہ کیسا اسلام ہے؟ میں نے جواب دیا: ''گوہر شاہی نے جو گستاخیاں کی ہیں اس نے بکواس کی ہے کہ حضور کو میری شبیہ حجر اسود میں نظر آئی، اس لئے آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور اسلام میں نماز روزہ کچھ نہیں۔'' یہ سب کون سا اسلام ہے اور کس مسلمان کے عقائد ہیں۔

اس کے بعد راقم الحروف نے مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اب اس کورس کی تکمیل کے بعد میں اور آپ اپنا فرض جان چکے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے اب میدان عمل میں اترا جائے، کام کی ترتیب بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو اپنے حلقے میں جاکر اسی حوالے سے محنت کرنی ہے، وہاں کچھ دوستوں پر مشتمل ایک حلقہ قائم کریں جو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربان ہونے کو تیار ہوں، اپنے علاقے میں ہرماہ مساجد میں ختم نبوت پر بیان، سالانہ جلسہ، اسکول کے بچوں کے لئے ختم نبوت کوئز پروگرام، لٹریچر کی تقسیم، دکانوں پر سے قادیانی مصنوعات کے خاتمہ کے لئے گشت، انفرادی محنت جیسے میدانوں میں محنت کرکے ہم عوام میں عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے شعور اجاگر کرسکتے ہیں۔

مولانا قاضی احسان احمد نے کورس کی اختتامی نشست سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہر قادیانی اپنی جگہ اپنے کفر کی اشاعت کے لئے محنت کررہا ہے۔ قادیانیوں نے ارتدادی سرگرمیوں کے لئے باقاعدہ فنڈ مخصوص کررکھے ہیں اور ادارے بنارکھے ہیں، ہمیں بھی آج میدان عمل میں اترنا ہے، ہمیں چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے اپنے اسلاف کی روایات پر چلتے ہوئے تن من دھن سب کچھ واردیں۔

اس کے بعد شرکائے کورس میں ''قادیانی شبہات کے جوابات (جلد اول)'' تقسیم کی گئی اور قادیانیوں سے چند سوال، المہدی والمسیح، آخری زمانے میں آنے والے مسیح کی شناخت اور گالیاں کون دیتا ہے؟ لٹریچر پر مشتمل پیکٹ بھی دیئے گئے۔ کورس کا اختتام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسکاؤٹ کالونی کے راہنما مولانا عبدالسمیع کی دعا پر ہوا۔

☆☆..............☆☆

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان فون : 061-4583486, 4783486